دین کی خدمت اور دعوت و تبلیغ کے مختلف طریقے

حضرت مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم
بانی و شیخ الحدیث اسلامک دعوہ اکیڈمی، لیسٹر، یوکے

at-tazkiyah

.... تفصیلات ....

کتاب کا نام	:	دین کی خدمت اور دعوت وتبلیغ کے مختلف طریقے
صاحبِ وعظ	:	حضرت مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم
تاریخِ وعظ	:	جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ، مطابق مارچ ۲۰۱۵ء
مقامِ وعظ	:	اسلامک دعوہ اکیڈمی، لیسٹر، یوکے
تقریب	:	ہفتہ واری اصلاحی مجلس
ناشر	:	دار التزکیہ، لیسٹر، یوکے
ای میل	:	publications@at-tazkiyah.com
ویب سائٹ	:	www.at-tazkiyah.com

ملنے کا پتہ

Islāmic Da'wah Academy,
120 Melbourne Road, Leicester
LE2 0DS. UK.
t: +44 (0)116 2625440
e: info@idauk.org

فہرست

تقریظ: حضرت مفتی ابوالقاسم نعمانی صاحب دامت برکاتہم ۶
تقریظ: حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم ۸
تقریظ: حضرت مولانا محمد قمرالزمان صاحب الہ آبادی دامت برکاتہم ۹
تقریظ: حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب دامت برکاتہم ۱۰
تقریظ: حضرت مفتی احمد خانپوری صاحب دامت برکاتہم ۱۲
تقریظ: حضرت مولانا سیّد محمد سلمان صاحب سہارنپوری دامت برکاتہم ۱۴
تقریظ: حضرت مولانا عتیق احمد قاسمی بستوی صاحب دامت برکاتہم ۱۶
تقریظ: حضرت مولانا محمد ایوب سورتی صاحب دامت برکاتہم ۱۹
تقریظ: حضرت مفتی محمد سلمان منصور پوری صاحب دامت برکاتہم ۲۱
تقریظ: حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب لاجپوری دامت برکاتہم ۲۳
تقریظ: حضرت مولانا مرغوب احمد صاحب لاجپوری دامت برکاتہم ۲۶
تقریظ: حضرت مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم ۲۹
دعوت کا معنیٰ ۳۱
تبلیغ کا معنیٰ ۳۱
دعوت وتبلیغ کا کام ہر دور میں ہوتا رہا ہے ۳۱
''تاریخِ دعوت وعزیمت'' کا مطالعہ ۳۲
دعوت وتبلیغ کی محنت کے انداز بدلتے رہے ۳۳
شریعت نے دعوت کا کوئی خاص طریقہ متعین نہیں کیا ۳۳
نماز وغیرہ احکام کے شریعت نے خاص طریقے مقرر کئے ہیں ۳۴
دعوت الی اللہ کے کئی طریقے ۳۴
علماءِ کرام بھی دعوت الی اللہ کا فریضہ اپنے طریقے سے انجام دے رہے ہیں ۳۵

مدارس میں مدرّسین کا کام بھی دعوت الی اللہ ہے ۳۶
ایک غلط فہمی اور اس کا ازالہ ۳۶
دعوت وتبلیغ کا وسیع مفہوم ۳۷
دعوت وتبلیغ کے تین طریقے ۳۷
تبلیغ کا سب سے زیادہ مؤثر طریقہ عمل ہے ۳۸
امت کے اکابر دعوت وتبلیغ جیسا اہم کام کیسے چھوڑ سکتے ہیں؟ ۳۸
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم الشان تبلیغ ۳۹
دعوت وتبلیغ کے مختلف طریقے: اللہ کی رحمت کا مظہر ۴۰
ایک دوسرے کے کام سے خوشی محسوس ہونی چاہئے ۴۱
صحیح عقیدہ اور صحیح نظریہ کے تمام حاملین کو اپنا سمجھو ۴۲
اسلامک دعوہ اکیڈمی کا قیام ۴۳
کسی بھی کام میں اخلاص پہچاننے کا آسان طریقہ ۴۴
حضرت مولانا ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک بہت مفید بات ۴۴
شعبے الگ الگ ہیں مگر فکر سب کی ایک ۴۵
اخلاص کا تھرمامیٹر ۴۶
دین کی خدمت کے مختلف شعبے ۴۷
شیطان کی چال ۴۷
سارے شعبے ایک دوسرے کے رفیق ہوتے تو دنیا کا نقشہ کچھ اور ہی ہوتا ۴۸
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام شعبوں کو لے کر چلے ۴۸
اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے زمانے میں آتے تو اکیلے تمام کاموں کو کرتے ۴۹
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جامع الکمالات تھے ۴۹
تبلیغ سے شوق، علماء سے علم اور مشائخ سے کمال حاصل ہوتا ہے ۵۰
تصنیف وتالیف بھی تبلیغِ دین کا اہم شعبہ ہے ۵۰

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآنِ کریم کولکھوانے کا باقاعدہ اہتمام فرمایا.................. ۵۱
دورِ صدّیقی میں قرآنِ کریم کولکھوانے کا اہتمام ۵۱
حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں قرآنِ کریم کے نسخے ۵۳
حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا دوسری مرتبہ انتخاب..................................... ۵۴
غیر مسلموں کا ایک اعتراض اور اس کا جواب ۵۵
حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں تدوینِ حدیث کی ابتداء ۵۶
تحریر کے ذریعہ دعوت وتبلیغ کا کام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے سے چل رہا ہے ۵۷
اختلاف پیدا کر کے شیطان ہماری محنت کورائیگاں کرتا ہے ۵۷
حضرت رائپوری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک عجیب ملفوظ ۵۸
دل کی صدا.. ۵۹
حضرت جی مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ، خانقاہ اور تبلیغ تینوں کے جامع تھے ۶۰
ایک بنو، نیک بنو اور شیر وشکر ہو جاؤ ۶۱
صرف عنوان الگ ہے ۶۱
حضرت جی مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ۶۲
علم والے اور خانقاہ والے تبلیغ میں نکلنے والوں کی ہمت افزائی کریں ۶۳
علماء اور بزرگوں سے دعا کرائیں.. ۶۳
میں تو صرف ملاقات اور زیارت کی غرض سے حاضر ہوا تھا ۶۳
مدارس: دین کے قلعے ۶۴
عمل کا جذبہ بغیر علم کے اور علم بغیر جذبۂ عمل کے بے سود ہے ۶۵
دین کے تمام کاموں کا تعاون کرو ۶۵
ارشاداتِ اکابر.. ۶۸

تقریظ

حضرت مفتی ابوالقاسم نعمانی صاحب دامت برکاتہم

مہتمم دارالعلوم دیوبند

بِاسۡمِهٖ سُبۡحَانَهٗ وَ تَعَالٰی

حضرت مولانا محمد سلیم دھورات صاحب زید مجدہم کی کتاب ''**دین کی خدمت اور دعوت و تبلیغ کے مختلف طریقے**'' کا مکمل مسودہ نظرنواز ہوا، جو درحقیقت ایک انتہائی اہم خطاب کا تحریری مرقّع ہے۔ اس خطاب کا تذکرہ بعض اکابر سے سننے کے بعد یہ خواہش ہوئی تھی کہ بندے کو بھی اس سے استفادہ کا موقع ملتا اور اسے زیادہ سے زیادہ عام کیا جاتا، اس کی وجہ یہ ہے کہ تقریباً ایک سال سے بندے کا بھی مستقل یہی مشغلہ ہے کہ دارالعلوم دیوبند میں آنے والے جماعتی احباب اور اہلِ مدارس علماءِ کرام سے یہی گزارش کی جاتی ہے کہ تعلیم، دعوت اور تزکیہ یہ تینوں دین کے اہم شعبے ہیں اور تینوں کارہائے نبوت میں شامل ہیں؛ اس لئے ہر فرد اپنی دلچسپی و صلاحیت اور استعداد کے مطابق جس نوع کی خدمتِ دین سے مناسبت ہو اس کو عملاً اختیار کرے؛ لیکن دین کے بقیہ شعبوں کی اہمیت کو بھی سمجھے، اس کا اظہار اور اقرار کرے اور یہ تمام کام کرنے والے ایک دوسرے کے رفیق اور معاون بنیں۔

الحمد للہ حضرت مولانا محمد سلیم صاحب نے اس موضوع کو مکمل مدلّل مفصّل اور دل پذیر و مؤثر انداز میں بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے، لب و لہجہ اخلاص اور جذبۂ دردمندی سے پُر ہے۔

ضرورت ہے کہ اس پیغام کو دین کا درد رکھنے والے تمام طبقوں میں زیادہ سے زیادہ عام کیا

جائے۔ ان شاء اللہ اس سے آپس کی دوریاں کم ہوں گی، غلط فہمیوں کا ازالہ ہوگا، اور اپنی اپنی اصلاح کی توفیق ملے گی۔

اللہ تعالیٰ اس خدمت کو بے حد قبول فرمائے اور پوری ملت کے لئے نافع بنائے۔

والسلام

ابوالقاسم نعمانی غفرلہ

مہتمم دارالعلوم دیوبند

۲ ربیع الآخر ۱۴۴۳ھ

رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي
وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي يَفْقَهُوا قَوْلِي

اے میرے رب! میرے لئے میرا سینہ کھول دیجئے، اور میرے لئے میرا کام آسان بنا دیجئے، اور میری زبان میں جو گرہ ہے، اسے دور کر دیجئے تا کہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔ (طہ: ۲۵-۲۸)

تقریظ

حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم

شیخ الحدیث و نائب رئیس جامعہ دارالعلوم کراچی

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

گرامی قدر مکرم حضرت مولانا محمد سلیم دھورات صاحب زید مجدکم،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

گرامی نامہ اور اس کے ساتھ آپ کا نہایت گراں قدر خطاب موصول ہوا، بندے نے اس کے اکثر حصّے کو پڑھا اور استفادہ کیا، ماشاءاللہ آپ نے نہایت ضروری مضمون بہت خوش اسلوبی سے بیان فرمایا ہے، جس کی ہمارے دور میں بڑی ضرورت تھی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی بہترین جزا آپ کو عطا فرمائیں، اور اسے نافع ومقبول بنائیں، اور ہمیں اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

والسلام

بندہ محمد تقی عثمانی

یکم جمادی الاُولیٰ ۱۴۳۷ھ

تقریظ

حضرت مولانا محمد قمر الزمان صاحب الٰہ آبادی دامت برکاتہم

مجازِ خاص مصلح الاُمّت حضرت مولانا شاہ وصیُّ اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

وعارف باللہ حضرت مولانا شاہ احمد صاحب پرتاب گڑھی رحمۃ اللہ علیہ

بِاسْمِہٖ تَعَالیٰ

محبِّ مکرّم ومخلصم مولانا محمد سلیم صاحب زید مجدہم،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

عرض ہے کہ دعوت وتبلیغ کے موضوع پر آپ نے جو تحریر فرمایا اس کو پڑھا، ماشاء اللہ نہایت معتدل پایا جو ان شاء اللہ اہلِ علم کو پسند آئے گا، جس سے ان شاء اللہ افراط وتفریط کے درمیان راہ اختیار کرنا آسان ہوگا، جس سے امت میں اتفاق واتحاد کی سبیل عیاں ہوگی، اور تعاون علی البرّ والتقویٰ کی خوشگوار فضا عام ہوگی۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ۔

دل سے دعا ہے کہ ہم کو اللہ باہم افتراق واختلافِ مذموم سے محفوظ رکھے اور امت کے ہر فرد کو اللہ کی رضا وخوشنودی کے تحصیل کی فکر پیدا فرماوے تاکہ جزئی نزاعات سے نکل کر اللہ کے محبوبِ مخلص بندے بن جائیں۔ آمین۔ واللّٰهُ الْمُوَفِّقُ

والسلام

محمد قمر الزمان الٰہ آبادی

محمد قمر الزمان الٰہ آبادی

۳ جمادی الاُولیٰ ۱۴۳۷ھ۔ ۱۳ فروری ۲۰۱۶ء

تقریظ

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب دامت برکاتہم

ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى أَشْرَفِ الْأَنْبِيَاءِ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ، أَمَّا بَعْدُ:

اللہ تعالیٰ کے فضل وتوفیق سے اس کے بندے مختلف ملکوں اور علاقوں میں دین کی خدمت ونصرت میں مشغول ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے دین کے مختلف میدانوں میں کام لے رہے ہیں اور انسانی معاشرے پر ان کی کوششوں کے ثمرات واثرات ظاہر ہور ہے ہیں۔

الحمدللہ یورپ کے مشہور ملک برطانیہ میں بھی دینی خدمات کا سلسلہ جاری ہے۔ برِّصغیر ہندو پاک کے طرز پر مدارس ومکاتب کا نظام قائم ہے۔ برطانیہ کے مختلف شہروں میں بڑے مدارس کا ایک سلسلہ ہے جن میں دورۂ حدیث تک کی تعلیم ہوتی ہے۔ تبلیغ ودعوت کا کام بھی اچھی رفتار سے جاری ہے۔ ربّانی علماء اور مشائخ بھی ہیں جو تزکیہ واحسان کا کام انجام دے رہے ہیں اور ان کی تربیت وصحبت سے نئی نسل میں گہرا دینی وایمانی رنگ پیدا ہور ہا ہے۔

برطانیہ کے صحیح الفکر باا ثر علماء میں جناب مولانا محمد سلیم دھورات صاحب بھی ہیں جو دین کے مختلف میدانوں میں سرگرمِ عمل ہیں۔ برطانیہ کے مشہور شہر لیسٹر میں ان کے تعلیمی ادارے ہیں۔ نوجوانوں کی اصلاح وتربیت کا بھی اچھا کام کر رہے ہیں۔ اردو وانگریزی میں دینی و

اصلاحی رسالے اور کتابیں بھی ان کی طرف سے شائع ہوتی رہتی ہیں۔

فی الحال ان کا رسالہ ''**دین کی خدمت اور دعوت و تبلیغ کے مختلف طریقے**'' پیشِ نظر ہے جو اُن کی دردمندی اور فکرمندی کا مظہر ہے۔ یہ رسالہ دین کے مختلف میدانوں میں کام کرنے والوں کو جوڑنے اور ان میں باہم محبت و اعتماد پیدا کرنے میں ان شاء اللہ تعالیٰ بڑا معاون ہوگا اور آپس کی غلط فہمیوں کو دور کرنے میں تریاق ثابت ہوگا۔ اس رسالے کے پڑھنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ تمام دینی کاموں کی عظمت دل میں بیٹھے گی اور خدامِ دین کی مزید قدر و منزلت دل میں پیدا ہوگی۔

اللہ تعالیٰ جناب مولانا محمد سلیم دھوارت صاحب زیدت معالیہ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس رسالے کو نافع تر بنائے۔

محمد رابع حسنی ندوی

ناظمِ ندوۃ العلماء لکھنؤ

۱۳ جمادی الاُخریٰ ۱۴۳۷ھ - ۲۳ مارچ ۲۰۱۶ء

ہمارے لئے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔ (آل عمران: ۱۷۳)

تقریظ

حضرت مفتی احمد خانپوری صاحب دامت برکاتہم

شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ ڈابھیل، گجرات، انڈیا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّيْ عَلى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ، أَمَّا بَعْدُ:

اِس وقت عالمِ اسلام پر حزن و ملال اور شکستگی کے سیاہ بادل چھائے ہوئے ہیں، عالمِ اسلام میں پھر یہ سوال اُٹھا ہے کہ مسلمانوں کی بنیادی کمزوری کیا ہے؟ اور کس چیز کی کمی اور فقدان نے مسلمانوں کی جماعتوں اور جمعیتوں میں انتشار پیدا کیا ہے؟ اُس کا جواب جاننے کے لئے ہمارے اکابر رحمۃ اللہ علیہم کی سوانحِ حیات کا مطالعہ کافی ہے، شیخ المشائخ حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ''آپ بیتی'' کا مطالعہ کیجئے، جس سے معلوم ہوگا کہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ بیک وقت مدارسِ دینیہ کے سرپرست، اصلاح وارشاد کے شیخِ وقت اور دعوت و تبلیغ کے مربّی تھے، تینوں شعبہ جات کی نگرانی میں نقطۂ اعتدال پر قائم رہ کر اقلیم در اقلیم فیوض و برکات کی نشر و اشاعت فرمائی۔

اِس کے بعد اُن کے مربّی و جانشین فقیہ الاُمّت حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ مبارکہ دیکھ لیجئے، اُن کی سیرت کا عطر و جوہر تینوں شعبہ جات میں راہِ اعتدال پر نظر آئے گا، جن کے فتاویٰ کی روشن شمع سے بیک وقت دارالعلوم دیوبند اور مظاہر علوم سہارنپور ہر دو مراکزِ علم منوّر رہوئے، جن کی تعلیم و تدریس سے بیسیوں مدارس کو مدرّس و شیوخِ حدیث نصیب ہوئے، جنہوں نے حضرت جی مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں تبلیغی

اسفار کر کے دینی امور میں توازن سیکھا، جن کے نتیجے میں بے شمار بستیاں پستیوں سے نکل کر بلندیوں کو چھونے لگیں، جن کی توجہات نے راہِ سلوک کے ہزاروں رہرووں کے قلوب ذکر واذکار سے گرمادئے، جن کی حسنِ تربیت نے مسترشدین میں اعتدال کا وصف پیدا کیا۔

آج کے اس دور میں یہ وصف عنقا ہوتا جارہا ہے، ضرورت ہے کہ اِس کو سیکھا جائے، جامۂ عمل پہنایا جائے، زیرِ نظر مضمون ''**دین کی خدمت اور دعوت وتبلیغ کے مختلف طریقے**'' اسی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے مرتب کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ حضرت مولانا محمد سلیم صاحب زید مجدہم کو تمام اہلِ علم کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائیں کہ انہوں نے وقت کی ایک اہم ضرورت کو پورا کیا ہے اور ہماری بنیادی کمزوریوں کی نشاندہی فرمائی ہے۔

دل سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسے قبولِ عام عطا فرمائیں، اُس مقصد کو پورا فرماویں جس کی تڑپ میں یہ مضمون مرتب کیا گیا ہے، مولانا موصوف کو اس نوع کی مزید خدماتِ علمیہ ودینیہ کے لئے موفّق فرمائیں۔ آمین۔

املاہ: العبد احمد خانپوری عفی عنہ

۲۵ ذی قعدہ الحرام ۱۴۳۶ھ

رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ

اے میرے رب! یقیناً میں محتاج ہوں اس خیر کا جو تو میری طرف اتارے۔ (القصص: ۲۴)

تقریظ

حضرت مولانا سیّد محمد سلمان صاحب سہارنپوری دامت برکاتہم

ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّيْ عَلى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ، أَمَّا بَعْدُ:

برادرِ مکرم ومحترم حضرت مولانا محمد سلیم دھورات دامت برکاتہم علماءِ یوکے میں ایک ایسے ممتاز عالمِ دین اور داعئ دین اکابرِ علماء میں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے دین کی خدمت کا خاص موقع اور خاص توفیق عطا فرمائی ہے، الحمد للہ، عامّۃ المسلمین ان کے فیوضات سے مستفیض ہو رہے ہیں، کَثَّرَ اللّٰهُ فِينَا أَمْثَالَهُمْ۔

انہوں نے اپنی اصلاحی مجالس میں دعوت وتبلیغ اور اس کی مختلف شکلوں اور طریقوں پر بہت مفید گفتگو فرمائی ہے جس کو ان کے اہلِ تعلق حضرات نے تحریری شکل میں مستقل مضمون کے طور پر مرتب کیا ہے جو اس وقت میرے پیشِ نظر ہے، تقریباً تمام مضمون کا احقر نے مطالعہ کیا ہے اور اس سے فائدہ اٹھایا ہے، ضرورت ہے کہ اس طرح کے مضامین کو کتابی اور چھوٹے چھوٹے رسائل کی شکل میں امت تک پہنچایا جائے، دورِ حاضر میں دینی خدمات انجام دینے والی جماعتوں اور احباب میں بے اعتدالی اور غلو کی وجہ سے اختلاف اور افتراق کی عجیب وغریب شکلوں سے امت کو غیر معمولی نقصان پہنچ رہا ہے۔

مذکورہ بالا مضمون خدمت کرنے والے خدّامِ دین کو ہمہ وقت اگر مستحضر رہے تو اس سے سب کو غیر معمولی فوائد حاصل ہوں گے۔

دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اخلاص کی دولت اور ایک دوسرے کا رفیق بن کر دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور ایک دوسرے کا فریق بننے سے حفاظت فرمائے۔

فقط

محمد سلمان

ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

۱۶ ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ

رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ

اے ہمارے رب! میری دعا قبول فرما لیجئے۔ اے ہمارے رب! جس دن حساب قائم ہوگا، اس دن میری بھی مغفرت کر دیجئے، میرے والدین کی بھی، اور ان سب کی بھی جو ایمان رکھتے ہیں۔ (ابراہیم: ۴۰-۴۱)

تقریظ

حضرت مولانا عتیق احمد قاسمی بستوی صاحب دامت برکاتہم

صدر معہد الشریعہ، لکھنؤ واستاذِ حدیث وفقہ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ مُحَمَّدٍ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَمِيْنِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ، أَمَّا بَعْدُ:

آج کل الحمد للہ مختلف ملکوں میں دین کے متنوع کام ہو رہے ہیں، اور علماء، داعیانِ اسلام، مفکرین، اہلِ دانش مختلف میدانوں میں اپنی اپنی صلاحیت اور توفیق کے اعتبار سے سرگرمِ عمل ہیں، مسلم عوام اور خواص میں دینی خدمت کے تعلق سے ایک بیداری ہر طرف محسوس کی جارہی ہے، بہت سے علاقوں اور ملکوں میں طرح طرح کی رکاوٹوں اور دشواریوں کے باوجود دینِ اسلام کے خدّام سرگرمِ عمل ہیں، اللہ جل شانہٗ کی توفیق اور مدد سے تعلیم وتربیت، تبلیغ ودعوت، تزکیہ واحسان، تصنیف وتالیف وغیرہ دینی خدمت کے مختلف میدانوں میں اپنی توانائیاں صرف کررہے ہیں، اوران کوششوں کے بہتر نتائج بھی سامنے آرہے ہیں۔

دین کے مختلف میدانوں میں کام کرنے والوں کے درمیان بسا اوقات باہمی ارتباط و اعتماد اور ہمہ گیر منصوبہ سازی کی کمی محسوس ہوتی ہے، اس سے بڑھ کر ایک بڑی خرابی یہ ہے کہ مختلف ملکوں اور علاقوں میں دین کے مختلف محاذوں پر کام کرنے والوں کے درمیان رسّہ کشی اور تنافس کا ماحول نظر آتا ہے، جو لوگ تبلیغ ودعوت کے کام میں مشغول ہیں ان میں سے ایک بڑی تعداد اسی کو دینی عمل سمجھتی ہے، تعلیم وتدریس، تزکیہ واحسان، تصنیف وتالیف کو صحیح دینی خدمت نہیں مانتی، یا کم از کم انہیں کم اہم سمجھتی ہے، تعلیم وتدریس سے جڑے ہوئے بہت سے

لوگ اپنے عمل ہی کو سب سے اہم دینی عمل سمجھتے ہیں، تبلیغ ودعوت، تزکیہ واحسان اور تصنیف وتالیف کو وہ اہمیت نہیں دیتے جس کے یہ شعبے مستحق ہیں۔

اسی طرح اور مختلف دینی کاموں سے وابستہ افراد کا کم وبیش حال ہے، شیطان کی مستقل کوشش اور منصوبہ بندی ہے کہ دین کے مختلف محاذوں پر کام کرنے والوں کے درمیان منافرت ودوری پیدا کی جائے، انہیں ایک دوسرے کا رفیق بنانے کے بجائے فریق بنادیا جائے، اور دین کے خدمت گاروں میں باہمی اعتماد ومحبت کا ماحول باقی رکھنے اور بڑھانے کے بجائے رسّہ کشی، تنازع اور غلط فہمیوں کا ماحول پیدا کیا جائے، تاکہ دینی کوششیں اپنے اثرات وثمرات سے محروم ہوجائیں اور رفتہ رفتہ یہ رسّہ کشی دیکھ کر دینی حلقوں سے عوام کا اعتماد اٹھ جائے۔

ایک زمانہ سے اکابر علماء اور اصحابِ فکرودانش اس صورتحال سے پریشان ہیں، اور اس کا مداوا ڈھونڈنے کی کچھ نہ کچھ تدبیریں کر رہے ہیں، اس موضوع پر متعدد تحریریں شائع ہوچکی ہیں، اسی سلسلہ کی ایک اہم کڑی حضرت مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم کا زیرِ نظر رسالہ ''**دین کی خدمت اور دعوت وتبلیغ کے مختلف طریقے**'' ہے، جو اشاعت کے لئے تیار ہے، مولانا موصوف برطانیہ کے ممتاز ترین عالمِ دین ہیں، جنہوں نے تعلیم وتدریس، تزکیہ واحسان، دعوت وتبلیغ، تصنیف وتالیف تمام میدانوں میں گرانقدر خدمات انجام دی ہیں، اور نوجوانوں کو دین سے قریب کرنے اور ان کا دینی ذہن بنانے میں مولانا نے خاصے کامیاب تجربات کئے ہیں، دینی خدمت کا ہر میدان ان کا میدانِ عمل رہا ہے۔

مولانا موصوف نے اس موضوع پر ایک مجلس میں جو بصیرت افروز دردمندانہ گفتگو

فرمائی اسے بعض علماء نے تحریری شکل میں مرتب کرلیا اور اس میں درج ہر بات کو مستند حوالوں سے مزین کر دیا، اس طرح یہ رسالہ مختلف دینی کاموں کو انجام دینے والے خواص وعوام کے لئے بہترین سوغات بن گیا، مولانا موصوف کی ہر بات بڑی حکیمانہ اور دردمندانہ ہے، پورے رسالہ میں کہیں بھی طنز وتعریض کا شائبہ بھی نہیں ہے، انھوں نے بڑی محبت، خیرخواہی اور فکرمندی کے ساتھ مختلف دینی حلقوں کو ایک دوسرے کے کاموں کی اہمیت سمجھنے، اس کی تائید کرنے کی طرف متوجہ کیا، دین کے ہر کام کو اپنا کام سمجھنے کی تلقین فرمائی ہے، مولانا کی پوری گفتگو بڑی سنجیدہ معتدل اور دلآویز ہے، اپنے اس خطاب میں موصوف نے اپنا دردِ دل کھول کر رکھ دیا ہے۔

امید ہے کہ اس رسالہ کے مطالعہ سے دین کے مختلف میدانوں میں سرگرمِ عمل جماعت وافراد میں محبت واعتماد کا ماحول پیدا ہوگا، اور حریفانہ مقابلہ آرائی، بے اعتمادی اور منافرت کا ماحول ختم ہوگا، اس رسالہ کو زیادہ سے زیادہ پھیلانے، دینی خدمت گاروں کے ہاتھوں میں پہنچانے کی ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ حضرت مولانا محمد سلیم دھورات صاحب کو صحت وعافیت کے ساتھ رکھے، اور ان کی ہمہ جہت دینی خدمات کا سلسلہ جاری رکھے، آمین یا ربّ العالمین۔

عتیق احمد قاسمی بستوی

صدر معہد الشریعہ لکھنؤ واستاذ حدیث وفقہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

۹ جمادی الأخریٰ ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۹ مارچ ۲۰۱۶ء بعد نمازِ مغرب

تقریظ

حضرت مولانا محمد ایوب سورتی صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ حضرت مولانا ابرار الحق صاحب ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ

بِاسْمِہٖ سُبْحَانَہٗ

محبِّ گرامی قدر و منزلت حضرت مولانا محمد سلیم صاحب أَسْعَدَكُمُ اللّٰهُ بِالسَّعَادَاتِ الْأَبَدِيَّةِ وَسَلَّمَكُمْ مِنَ الْآفَاتِ وَالْبَلِيَّةِ وَوَفَّقَنَا اللّٰهُ وَإِيَّاكُمْ لِمَا يُحِبُّ وَيَرْضٰى الرَّبُّ الْكَرِيْمُ۔

وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

بعد سلام مسنون! تعمیلِ حکم میں مرسلہ تقریر سے حرفاً حرفاً دوبارہ مستفید ہوا اس لئے کہ جس وقت یہ بیان ہو رہا تھا احقر دعوۃُ الحق میں نماز پڑھ کر گھر پہنچا تو رسیور (receiver) پر بیان جاری تھا، کافی دیر تک سنتا رہا اور اسی بیان سے قلب میں آپ کے متعلق غیر معمولی محبت پیدا ہوئی اور دل نے فیصلہ کیا کہ ماشاء اللہ بہت مفید اور ضروری باتیں ہمت وقوت سے بیان کر رہے ہیں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ آپ سے عظیم الشان کام لے رہے ہیں۔

اب اسی بیان کو تحریری شکل میں دیکھ کر دوبارہ وہی خوشی ہوئی اور بہت ہی اچھا بلکہ ضروری ہے کہ یہ مضمون طبع ہو جائے اور خلقِ خدا کو نفع ہو۔ بَارَكَ اللّٰهُ فِيْ عِلْمِكُمْ وَ فُيُوْضِكُمْ۔

یقیناً سخت ضرورت ہے کہ اہلِ حق علماء وعوام میں ربط پیدا ہو اور ایک دوسرے کے کاموں سے موافقت کریں نہ کہ مخالفت، بالفاظِ حضرت اقدس ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ، رفیق بنیں

فریق نہ بنیں۔

احقر عرض کرتا ہے کہ سیّد الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اور ان کے سلسلے کے حضرات نے جو کام کئے ہیں اس میں ذرہ برابر اختلاف نہ ہونا چاہئے، اور حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہم تمام اہلِ حق کے مرشد اور سرپرست ہیں، ان کے سلسلے میں مکاتب و مدارس، درس وتدریس، تصنیف وتالیف، تزکیہ واحسان اور موجودہ دعوت وتبلیغ سب ہی داخل ہیں، غور کیا جائے تو مکاتب و مدارس سے دماغ بنتا ہے اور عملی صلاحیت اجاگر ہوتی ہے، خانقاہوں سے دل بنتا ہے اور انسان عقائدِ صحیحہ اور اخلاقِ حمیدہ سے متّصف ہوتا ہے، اور دعوت وتبلیغ کی چلت پھرت سے ظاہری اعضاء و جوارح بنتے ہیں اور آدمی عمل کی طرف دوڑتا ہے، اور ایک جسم کے کمال کے لئے دل، دماغ اور جسم سب کی ہی ضرورت ہوتی ہے، اس میں سے کسی ایک کا انکار انسانیت کے کمال میں نقص پیدا کرتا ہے۔

رسالے کی قبولیت کے لئے مجھ سے بے علم وعمل کی تحریر یا تقریظ کی قطعاً ضرورت نہیں ہے بلکہ مخمل اور ریشم میں ٹاٹ کا پیوند ہے۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے کرم سے نافع ومفید اور مقبولِ ارض وسماء بنائے۔

والسلام

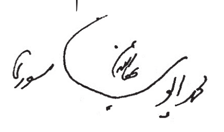

محمد ایوب سورتی عفا اللہ عنہ

۱۶ جمادیٰ الاُولیٰ ۱۴۳۷ھ - ۲۵ فروری ۲۰۱۶ء

تقریظ

حضرت مفتی محمد سلمان منصور پوری صاحب دامت برکاتہم

مفتی واستاذِ حدیث مدرسہ شاہی مراد آباد، یوپی، انڈیا

بِاسْمِهٖ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ، أَمَّا بَعْدُ:

دینِ اسلام کا امتیازی وصف اس کا معتدل ہونا ہے، اس اعتدال کا مظاہرہ دین کے ہر شعبہ میں ہونا چاہئے، جبھی دین اپنی اصل شکل وصورت میں باقی رہ سکتا ہے، اور اگر اِس اعتدال کا خیال نہ رکھا جائے، اور غلو کا مظاہرہ کیا جائے تو دین کی صورت بگڑ جائے گی، اور اِس کا دائرہ محدود سے محدود تر ہوتا چلا جائے گا، اور ہر شخص اپنی مزعومہ ترتیب کو دین سمجھے گا، اور دیگر خدّامِ دین کو حقیر خیال کرے گا، جس سے کسی کا فائدہ ہو یا نہ ہو؛ لیکن دین کو نقصان ضرور ہوگا، جس کا مشاہدہ ہر سطح پر ہوتا رہتا ہے۔

اس لئے اِس بات کی شدید ضرورت ہے کہ عوام وخواص کو راہِ اعتدال پر قائم رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے، ہر دینی تحریک سے وابستہ افراد وسعتِ ظرفی سے کام لیں اور محاذ آرائی کے بجائے رفیق اور معاون بن کر کام کریں۔

بہت خوشی کی بات ہے کہ برطانیہ میں مقیم ایک فکرمند، بافیض اور عالی ہمت عالمِ دین شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم ومدّت فیوضہم نے اِس موضوع پر ایک جامع خطاب ارشاد فرمایا تھا، جس میں بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ مؤثر انداز

میں اعتدال اور میانہ روی کی تلقین کی گئی تھی۔ اب یہ خطاب رسالہ کی شکل میں شائع کیا جارہا ہے۔

یہ خطاب اِس قابل ہے کہ اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ہو اور ہر طبقہ کے افراد اِس کا مطالعہ کریں، اور اِس میں جس فکر کو عام کرنے کی ہدایت کی گئی ہے اُسے اختیار کریں۔

اِس خطاب کی تائید کے لئے احقر جیسے کندۂ ناتراش کی تحریر کی کوئی ضرورت نہ تھی؛ لیکن تعمیلاً للحکم یہ چند سطور لکھ دی گئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ صاحبِ افادات کے فیض کو مزید عام فرمائیں، اور ہمت وعافیت کے ساتھ موصوف کا سایہ امت پر دراز فرمائیں۔ (آمین)

فقط والسلام

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

خادم مدرسہ شاہی مرادآباد

۵ جمادیٰ الاُولیٰ ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۵ فروری ۲۰۱۶ء

رَبِّ أَنْزِلْنِي مُنْزَلًا مُبَارَكًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِينَ

اے میرے رب! مجھے ایسا اترنا نصیب کر جو برکت والا ہو، اور تو بہترین اتارنے والا ہے۔

(المؤمنون: ۲۹)

تقریظ

حضرت مولانا عبدالرؤوف صاحب لاجپوری دامت برکاتہم

خلیفہ مسیح الاُمّت حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادی رحمۃ اللہ علیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد سلیم صاحب مدّ ظلّہم کی ذاتِ گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے، اللہ تعالیٰ شانہ نے بہت سی صفاتِ حمیدہ سے آپ کونوازا ہے بالخصوص نوجوانوں میں اصلاحی بیانات کا سلسلہ، یہ حضرت والا مدظلہم کا تجدیدی کارنامہ ہے، چنانچہ اسی رسالے میں حضرت والا کی تحریر بعنوان ''**اسلامک دعوہ اکیڈمی کا قیام**'' اس طرح ہے:

۱۹۹۱ء میں اللہ تعالیٰ کی توفیق اور فضل سے اسلامک دعوہ اکیڈمی قائم ہوئی اور ایک نئے انداز سے اللہ تعالیٰ شانہ نے کام شروع کروایا، پورے ملک میں اس وقت اس کی مثال نہیں تھی، بلکہ میں یہ کہوں تو ان شاء اللہ غلط نہیں ہوگا کہ پوری دنیا میں اس کی مثال نہیں تھی، یہ طریقہ ہمیں کس نے بتایا؟ ہم نے کہاں جا کر دیکھا کہ کام اس طرح ہوگا؟ اللہ جلّ جلالہ وعمّ نوالہ کو علم تھا کہ اس وقت اس ملک میں آنے والی نسل کے دین کو بچانے کے لئے اس طریقے کی ضرورت ہے تو اللہ جلّ جلالہ وعمّ نوالہ نے ideas (منصوبہ بندی، تجاویز) ذہن میں ڈالیں، اس کے مطابق ہم نے بزرگوں کی دعائیں لے کر کام شروع کیا، ہمیں الحمدللہ کامیابی ہوئی، دوسرے علماء کرام کو بھی وہ کامیابی نظر آئی اور دھیرے دھیرے پورے ملک میں اور پھر دوسرے ممالک میں بھی نقل شروع ہوئی، جگہ جگہ annual youth conference (نوجوانوں کی سالانہ کانفرنس)، monthly (ماہانہ) پروگرام، لٹریچر کی تقسیم وغیرہ کام شروع ہوئے۔ (فقط)

اس لئے یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ نوجوانوں میں اصلاحی بیانات کا سلسلہ یہ حضرت والا مدّ ظلّہم کا تجدیدی کارنامہ ہے، اللہ تعالیٰ شانہ اس کو قبول فرمائے اور حضرت والا مد ظلہم کی عمر میں بعافیت خوب خوب برکت عطا فرمائے۔ (آمین)

حضرت والا کا یہ رسالہ ''**دین کی خدمت اور دعوت وتبلیغ کے مختلف طریقے**'' احقر کی نظر سے گزرا، ماشاء اللہ بہت خوب رسالہ ہے اور بہت خوب مضمون ہے، اسی مضمون کی تائید کے لئے احقر اپنے استاذِ مکرّم حضرت اقدس مفتی احمد خانپوری صاحب مدّ ظلّہم کا ایک فتویٰ نقل کر رہا ہے جس کو حضرت استاذِ مکرّم مدّ ظلّہم نے محمود الفتاویٰ جلد چہارم میں صفحہ ۱۰۵ پر لکھا ہے، وہ یہ ہے:

نفسِ تبلیغ کا حکم تو کتاب وسنت میں موجود ہے اور ہر زمانے میں اس پر عمل بھی ہوتا رہا، البتہ ہر زمانے کے حالات کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ اپنے مخصوص بندوں کے قلوب میں مفید طریقے القاء فرماتے ہیں، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد ہفتے میں ایک یا دو دفعہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس لوگ جمع ہوتے اور وہ احادیث سناتے، مسائل بتلایا کرتے تھے، حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ ہفتے میں ایک دفعہ مسجد نبوی میں منبر کے قریب کھڑے ہوکر احادیث سنایا کرتے تھے، حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ ہر جمعہ کو خطبہ شروع ہونے سے پہلے احادیث سنایا کرتے تھے، حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ مستقلاً تبلیغ کیا کرتے تھے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کوفہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس خط لکھا کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہاں بھیج دیجئے تبلیغ کے لئے، اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھیجا تو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ڈیڑھ ہزار کے قریب اپنے تلامذہ کو لے کر تشریف لے گئے، پھر ایک وقت آیا کہ احادیث کو لکھا گیا اور کتابی شکل دی گئی، جگہ جگہ حدیث سنانے کے حلقے ہوتے تھے، بعض محدّثین کے حلقے میں ایک لاکھ یا اس سے بھی زائد آدمی موجود رہتے تھے، (یہ سب مخاطبین

مسلمان ہی تھے) ، پھر ایک وقت آیا کہ مشائخ نے تصوف اور توجّہِ باطن کے ذریعے تبلیغ کی، علماء نے مدارس قائم کئے، واعظین نے وعظ کہے۔

غرض یہ امت مجموعی حیثیت سے کسی بھی وقت نفسِ تبلیغ سے کلیۃً غافل نہیں رہی، اور ہر ہر طریقۂ تبلیغ نہایت ہی مؤثّر مفید ثابت ہوا، ان میں کوئی طریقہ غلط نہیں، آج کے دور میں تبلیغ جماعت کا طریقہ اصول کی پابندی کے ساتھ نہایت مؤثّر مفید ہے، جس طرح مدارس کے عمل کو نیا طریقہ کہہ کر غلط نہیں کہا جا سکتا، اسی طرح تبلیغ کے طریقے کو نیا کہہ کر غلط نہیں کہا جا سکتا، مسلمان کا اپنے اسلام میں پختہ ہونا لازم ہے، پھر اس کی غیر مسلموں میں بھی فی الجملۃ تبلیغ ہوتی ہے ورنہ اندیشہ ہے کہ وہ خود ہی اس طرف مائل ہو جائے۔ (فقط)

اللہ تعالیٰ شانہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سلیم صاحب مدّظلّہم کی تمام خدمات کو قبول فرمائیں اور ہمیں ان کے علوم و فیوض سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)

والسلام
عبدالرؤوف لاجپوری
باٹلی، برطانیہ
۹ صفر ۱۴۳۷ھ بمطابق ۲۱ نومبر ۲۰۱۵ء شنبہ

وَتُبْ عَلَيْنَآ إِنَّكَ أَنتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ

اور ہماری توبہ قبول فرمالے۔ یقیناً تو ہی توبہ قبول کرنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے۔

(البقرۃ: ۱۲۸)

تقریظ

حضرت مولانا مرغوب احمد صاحب لاجپوری دامت برکاتہم

محشّی مرغوب الفتاویٰ ومؤلف تالیفاتِ مفیدہ وکثیرہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دینِ اسلام دینِ فطرت ہے، اس کے احکام معتدل اور غلو سے پاک ہیں، امتِ محمد یہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت ''اُمَّةً وَسَطًا'' بیان کی گئی ہے۔قرآن وحدیث میں غلو سے بچنے کی بڑی تاکید آئی ہے۔قرآنِ کریم نے ''لَا تَغۡلُوۡا فِیۡ دِیۡنِکُمۡ'' (المائدۃ:۷۷) اورحدیثِ پاک نے ''اِیَّاکُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّیْنِ'' کا اعلان فرما کر نہ صرف غلو کی مذمت بیان فرمائی، بلکہ اس کو امِم سابقہ کی ہلاکت کا سبب بتلایا ''فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ الْغُلُوُّ فِي الدِّیْنِ''، چند صحابۂ کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معمولات کو اپنے خیال میں کم سمجھ کر رات بھر عبادت اور مسلسل روزہ اور نکاح نہ کرنے کے عزائم کئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تنبیہ فرماتے ہوئے ''فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ'' کی وعید سنائی کہ یہ ارادے راہِ اعتدال سے ہٹ رہے تھے، اور دوسری طرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے راہِ اعتدال کو جنت تک پہنچنے کا راستہ بتلایا، ''اَلْقَصْدَ اَلْقَصْدَ تَبْلُغُوْا'' یعنی اعتدال کا راستہ اختیار کرو جنت تک پہنچ جاؤ گے۔

حقیقت یہ ہے کہ اعتدال کا راستہ ہی صراطِ مستقیم ہے، اعتدال میں آسانی ہے اور غلو میں تنگی اور مشقت اور مشکلات کا سامنا۔ امام جصاص رازی رحمۃ اللہ علیہ نے غلو کی تعریف اس طرح فرمائی ہے کہ ''اَلْغُلُوُّ فِي الدِّیْنِ هُوَ مُجَاوَزَةُ حَدِّ الْحَقِّ فِیْهِ'' یعنی دین کے بارے میں غلو یہ ہے کہ دین میں جس چیز کی جو حد مقرّر کی گئی ہے اس سے آگے نکل جائے، قرآن نے بھی

شریعتِ مطہرہ کی مقرّر کردہ حد سے تجاوز کو ظلم سے تعبیر کیا: ''تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ، وَمَن يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ''(الطلاق:۱)۔

''**دین کی خدمت اور دعوت وتبلیغ کے مختلف طریقے**'' نامی یہ رسالہ اسی اعتدال کی ترغیب اور غلو کی ترہیب پر مشتمل ایک صاحبِ درد عالم وخطیب کا وعظ ہے، جو امت میں پھیلی ہوئی ان بے اعتدالیوں کی اصلاح کی غرض سے کیا گیا ہے، راقم نے پورا رسالہ ایک سے زائد مرتبہ پڑھا، پورے درد اور اصلاح کے جذبے سے مگر قوتِ دلیل سے بغیر کسی مداہنت کے ہر شعبے کا بلا خوفِ لومۃ لائم جائزہ لیا گیا ہے۔ اللہ کرے ہر شعبے والے اسے خالی الذہن ہو کر پڑھے، اور ان شاء اللہ اگر صحیح نیت سے پڑھا گیا تو محسوس ہوگا کہ کہاں کہاں اور کن کن شعبوں میں غلو کا مرض سرایت ہو رہا ہے اور کس طرح اس بیماری سے نجات حاصل کی جاسکتی ہے۔ مجھے قوی امید ہے کہ کوئی صاحبِ انصاف تنقید وطعن کے بے وزن جملوں سے اس کی اہمیت کو نہ کم کرے گا اور نہ اس کی افادیت کو نقصان پہنچائے گا۔ اور دورِ حاضر کے دینی خدمت کے اہم شعبے: درس وتدریس، تزکیہ اور دعوت وتبلیغ کے حاملین کے لئے یہ رسالہ راہِ اعتدال کے حصول میں معاون ومددگار ثابت ہوگا۔

حقیقت یہ ہے کہ ان شعبوں میں قطعًا کوئی ایک دوسرے کے مخالف کہے جانے کے قابل نہیں۔ علّامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی قیمتی بات ارشاد فرمائی ہے کہ ایک ہے اخلاص اور ایک ہے افلاس، دینِ حق کی خدمت کوئی کسی لائن سے کر رہا ہو اور دوسرے شعبے والے اسے دیکھ کر خوش ہوں کہ اللہ کے بندے اللہ سے جڑ رہے ہیں، یہ تو اخلاص ہے، اور اگر ناراض ہوں یا یہ خیال دل میں آئے کہ ہمارے ہی راستے اور ہماری ہی تحریک سے اسے ہدایت

ملے، تو یہ افلاس ہے۔ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ باوجود فنا فی التبلیغ ہونے کے کس طرح تمام شعبوں کو اہم سمجھتے تھے اس کا اندازہ آپ کے ملفوظات، مواعظ اور آپ کی سوانح کے مطالعے سے چل سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس رسالے کو صاحبِ وعظ کی طرح قبول فرمائے، صاحبِ وعظ میرے تعارف کے محتاج نہیں، برطانیہ اور یورپ ہی نہیں بلکہ ہندوپاک اور بنگلہ دیش، امریکہ اور کینڈا تک آپ کی شہرت ومقبولیت پہنچ چکی ہے اور ان کے مواعظ سے ایک جمِّ غفیر فیض یاب ہورہی ہے، اور آپ کے سلسلے سے منسلک ہوکر عوام ہی نہیں خواص کا ایک بڑا طبقہ اپنی اصلاح وتربیت پر لگا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت وعافیت کے ساتھ عمرِ دراز نصیب فرمائے اور آپ کے فیوض سے امتِ مسلمہ کو خوب خوب نوازے، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

۲۰ جمادی الآخرے ۱۴۳۷ھ مطابق ۳۰ مارچ ۲۰۱۶ء، بدھ

رَبَّنَآ أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَتَوَفَّنَا مُسْلِمِينَ

اے ہمارے رب! ہم پر صبر کے پیمانے انڈیل دے، اور ہمیں مسلمان ہونے کی حالت میں موت دے۔ (الاعراف: ۱۲۶)

تقریظ

حضرت مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم

مفتیٔ اعظم پاکستان وصدر مفتی دار العلوم کراچی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ، أَمَّا بَعْدُ:

عزیزِ محترم مولانا محمد سلیم دھورات صاحب حفظہ اللہ سے بندے کا تعلّق تقریباً ۲۷ سال سے ہے، ان کی دعوت پر بھی برطانیہ کئی مرتبہ آنا ہوا، عزیزِ موصوف کی ہر ملاقات سے محبت میں اضافہ ہی محسوس ہوا ہے، وللہ الحمد۔

اللہ تعالیٰ نے مولانا موصوف کو تعلیمی، تدریسی، تربیتی، اور تبلیغی و اصلاحی میدانوں میں کام کرنے کا خاص سلیقہ عطا فرمایا ہے، اور ماشاء اللہ ہر میدان میں ان کی عظیم خدمات ہیں، صاحبِ تصانیف بھی ہیں، خصوصاً برطانیہ کے نوجوانوں میں ان کی خدمات نے ایک اچھا نمونہ قائم کیا ہے، اور اس میدان میں جو بڑا خلا ہے اس کو پُر کرنے کا مؤثّر طریقہ اختیار کیا ہوا ہے۔

تقریباً دو سال پہلے موصوف نے بندے کے پاس اپنی ایک عظیم تصنیف بھیجی تھی تا کہ بندہ اس کے بارے میں کچھ اظہارِ خیال کر سکے، اس تصنیف کا عنوان ہے **''دین کی خدمت اور دعوت و تبلیغ کے مختلف طریقے''**، میں نے فوراً ہی اس کا مطالعہ شروع کر دیا تھا، اور آدھا مطالعہ ہو گیا تھا، مگر ہجومِ مشاغل کے باعث باقی کا نہ ہو سکا، حالیہ سفرِ برطانیہ میں اسے میں نے ساتھ رکھ لیا تھا اور الحمد للہ مطالعہ پورا ہوا، اور قدم قدم پر محسوس ہوا کہ یہ میری دل کی بات ہے جو مصنّف نے تفصیل کے ساتھ اخلاص اور للّٰہیت کے جذبے سے

بیان کی ہے اور دعوت وتبلیغ کے میدان میں جو بہت سے لوگوں میں غلو ہوا ہے اس کے ازالے کی مخلصانہ کوشش کی ہے، اس کا حاصل یہ ہے کہ کوئی مدرسہ کا کام کررہا ہے وہ بھی ہمارا کام کررہا ہے، اور جو شخص تبلیغ کا کام کررہا ہے وہ بھی ہمارا کام کررہا ہے، اور جو خانقاہ میں اتّباعِ سنّت کے ساتھ تصوّف اور سلوک کی لائن سے تربیت کا کام کررہا ہے وہ بھی ہمارا کام کررہا ہے، خواہ تصنیف وتالیف ہو، درس وفتویٰ ہو، تربیت واصلاح اور تصوّف کی راہ ہو، جس راہ سے خدمت کررہا ہو وہ حفاظتِ دین اور اشاعتِ دین کا مقدّس ذریعہ ہے، اور ہر ایک کو دوسرے کی قدر کرنی چاہئے اور ہو سکے تو تعاون بھی، اور اپنے قول وفعل سے ظاہر کرنا چاہئے کہ یہ سب ہمارے کام ہیں۔

مولانا موصوف کی کتاب کا حاصل بھی یہی ہے، اللہ تعالیٰ اس کا نفع عام کریں اور ہم سب خدّامِ دین کو غلو اور یک طرفہ سوچ سے بچا کر دین کی مخلصانہ خدمت کے لئے قبول فرمائیں۔ (آمین)

محمد رفیع عثمانی عفا اللہ عنہ

محمد رفیع عثمانی عفا اللہ عنہ

خادم جامعہ دارالعلوم کراچی، پاکستان

نزیلِ برطانیہ

۲۵ ذوالقعدہ ۱۴۳۸ھ

۷ اگست ۲۰۱۷ء

دین کی خدمت اور دعوت وتبلیغ کے مختلف طریقے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ، أَمَّا بَعْدُ:

دعوت کا معنیٰ

دعوت اور تبلیغ عربی کے دو لفظ ہیں، دعوت کا معنیٰ ہے بلانا، یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا، اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف بلانا، اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہو جاؤ اور اس کے دین پر چلو، اور دین کی طرف بلانے کا مطلب یہ ہے کہ دین پر آ جاؤ اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرلو۔

تبلیغ کا معنیٰ

دوسرا لفظ ہے تبلیغ، تبلیغ کا معنی ہے پہنچانا، یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر جو دین بھیجا ہے اس کو دوسروں تک پہنچانا، چاہے پورا دین یا اس کا کوئی خاص پہلو، ظاہر ہے کہ ہر شخص اپنی اپنی استعداد اور صلاحیت کے مطابق پہنچائے گا، ایک عالِم دین دعوت وتبلیغ کا کام کرے گا تو وہ جتنی چیزوں کی طرف لوگوں کو بلا سکے گا اور جتنی چیزیں لوگوں تک پہنچا سکے گا، ایک عام آدمی اتنا نہیں کر سکے گا۔

دعوت وتبلیغ کا کام ہر دور میں ہوتا رہا ہے

دعوت وتبلیغ کے مختلف طریقے ہیں، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانے سے لے کر ہمارے زمانے تک چودہ سو (۱۴۰۰) سال سے زیادہ کا عرصہ گزرا، اس عرصے میں کوئی زمانہ ایسا

نہیں ہے جس میں دعوت وتبلیغ کا کام نہ ہوا ہو، اگر کوئی کہے کہ ایک زمانہ ایسا گزرا ہے جس میں دعوت وتبلیغ کا کام نہیں ہو رہا تھا تو یہ بہت بڑی خیانت ہے اور ان علماءِ کرام پر بہت بڑی تہمت ہے جنہوں نے اپنے اپنے دور میں دعوت وتبلیغ کے کام کا فریضہ باحسنِ وجوہ ادا کیا تھا، اس لئے یہ کہنا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں دعوت اور تبلیغ کا کام رہا، حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں رہا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں رہا، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں رہا، ہوسکتا ہے کہ تابعین اور تبعِ تابعین کے دور میں بھی رہا ہو، لیکن پھر ایک زمانہ آیا کہ امت نے دعوت وتبلیغ کا کام چھوڑ دیا اور ایک طویل عرصہ گزرنے کے بعد اسے دوبارہ شروع کیا گیا، تاریخ کی حقیقت سے اپنا منہ پھیرنا ہے اور ایک طویل تاریخ کا انکار کرنا ہے۔

''تاریخِ دعوت وعزیمت'' کا مطالعہ

حضرت مولانا ابوالحسن علی الندوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ضخیم کتاب ''تاریخِ دعوت وعزیمت'' کے نام سے کئی جلدوں میں لکھی ہے، اس کتاب میں آپ نے اسلامی تاریخ کے ہر دور میں جن جن علماء نے، جن جن مشائخ نے، جن جن بزرگوں نے دعوت الی اللہ کا فریضہ بہترین طریقے سے انجام دیا ہے ان کی تفصیل لکھی ہے۔[1] اگر کوئی غور سے اس کتاب کو پڑھے اور حضرت نے جن ادوار اور جن زمانوں کے خدّامِ دین کا تذکرہ کیا ہے ان کا غور سے جائزہ لے، تو اسے ماننا ہی پڑے گا کہ کوئی زمانہ ایسا نہیں گزرا ہے جس میں دعوت الی اللہ اور تبلیغ کا کام نہ ہوا ہو۔

---

[1] تاریخِ دعوت وعظیمت: ۱/۱۳

دعوت وتبلیغ کی محنت کے انداز بدلتے رہے

دعوت الی اللہ اور تبلیغ کا کام اگر کسی زمانے میں رک جاتا تو دین زندہ کیسے رہتا؟ دین زندہ اسی لئے رہا کہ ہر دور کے لوگوں نے آگے والوں تک دین پہنچایا، یہ پہنچاتے بھی رہے، اور لوگوں کو دین کی طرف بلاتے بھی رہے کہ دین پر آجاؤ، تو پہلی بات یہ ہے کہ اسلامی تاریخ کا کوئی دور ایسا نہیں ہے جو تبلیغ سے خالی رہا ہو، جو بھی انصاف کے ساتھ اسلامی تاریخ کو دیکھے گا، اسے ماننا ہی پڑے گا کہ ہر دور میں دعوت وتبلیغ کا کام تسلسل کے ساتھ ہوتا رہا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جس دور میں جس جگہ پر دعوت وتبلیغ کے جس طریقے کی ضرورت پڑی اللہ تعالیٰ نے وہاں کے علماءِ کرام کے دلوں میں وہ طریقہ ڈالا اور انہوں نے اس طریقے کو اختیار کیا اور لوگوں کو دین کی طرف بلایا، اور یہ بھی ہوا کہ ایک ہی وقت میں یا ایک ہی خطے میں دعوت کے ایک سے زائد طریقے رائج رہے۔

شریعت نے دعوت کا کوئی خاص طریقہ متعین نہیں کیا

قرآن اور احادیث میں دعوت الی اللہ کا حکم ہوا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف لوگوں کو بلاؤ، اسی طرح تبلیغ کا حکم ہوا کہ تم اللہ تعالیٰ کے دین کو دوسروں تک پہنچاؤ، ساتھ ساتھ قرآن اور احادیث میں دعوت کے اصول اور آداب بیان ہوئے کہ دعوت الی اللہ میں حکمت کی ضرورت ہوگی، موعظۂ حسنہ کی ضرورت پڑے گی، صبر کی ضرورت پڑے گی، دعا کی ضرورت ہوگی، ذکر کی ضرورت ہوگی، داعی کو خود عملی نمونہ بننا پڑے گا، اصول وآداب بیان ہوئے، مگر طریقہ بیان نہیں ہوا کہ بھائی، ہفتے میں ایک مرتبہ بیان کرنا ہی پڑے گا، دن میں صبح وشام دو مرتبہ بیان کرنا ہی پڑے گا، رمضان میں روزانہ بیان کرنا ہی پڑے گا، ہر

بیان کم ازکم پندرہ (۱۵) منٹ کا ہونا چاہئے، ہر بیان میں اتنی حدیثیں ہوں گی، اتنی مثالیں بیان کرنی پڑے گی، کھڑے ہوکر یا بیٹھ کر بیان کرنا پڑے گا، کیوں؟ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ جانتے تھے کہ زمانے کے ساتھ ساتھ لوگوں کی طبیعتوں اورمزاجوں کے بدلنے سے انداز بھی بدلنے پڑیں گے۔

نماز وغیرہ احکام کے شریعت نے خاص طریقے مقرر کئے ہیں

دعوت کا طریقہ قرآن نے یا حدیث نے fix (متعین) نہیں کیا، نماز کا حکم آیا کہ نماز پڑھو اور پھر نماز کا طریقہ ساری تفصیلات کے ساتھ بیان ہوا؛ دن میں پانچ وقت کی نمازیں ہیں، پھر نماز کے اوقات یہ ہیں، ان اوقات میں نماز پڑھی جائے گی اوران میں نہیں، نماز کی رکعتیں اتنی ہیں، ہر رکعت میں قیام ہوگا، اس کے بعد رکوع ہوگا، اس کے بعد قومہ ہوگا، اس کے بعد دو سجدے ہوں گے، اب اسی طریقے سے نماز پڑھنی پڑے گی، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں نماز کا جو طریقہ تھا ہمارے دور میں بھی نماز اسی طریقے سے پڑھی جائے گی۔

اسی طرح زکوٰۃ کا حکم آیا، تو اس کی detail (تفصیل) آگئی کہ چاندی ہوتو اُس کی زکوٰۃ اِس طریقے سے ادا کرو، سونا ہوتو اِس طریقے سے، پیسے ہوں تو اِس طریقے سے، زمین کی پیداوار ہوتو اِس طریقے سے، زکوٰۃ کا جو طریقہ چودہ سو (۱۴۰۰) سال پہلے تھا آج بھی بعینہ اسی تفصیل کے ساتھ زکوٰۃ ادا کی جارہی ہے اور قیامت تک ان شاء اللہ اسی طرح ادا ہوتی رہے گی۔

دعوت الی اللہ کے کئی طریقے

لیکن دعوت الی اللہ کا طریقہ شریعت نے متعین نہیں کیا، گزشتہ چودہ سو (۱۴۰۰) سال

میں دعوت الی اللہ کے بہت سارے طریقے رہے ہیں، اوراس وقت بھی دنیا میں دعوت الی اللہ کے بہت سارے طریقے ہیں، جتنے بھی علماءِ کرام جمعہ سے پہلے بیان کرتے ہیں، یا مسجدوں میں درسِ قرآن اور درسِ حدیث کا اہتمام کرتے ہیں یہ سب دعوت الی اللہ کا کام کر رہے ہیں، ایسا نہیں سمجھنا چاہئے کہ یہ کام دعوت الی اللہ نہیں ہے، ایک شخص جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ذریعہ بلاتا ہے، اس کے بارے میں کوئی کیسے کہہ سکتا ہے کہ یہ دعوت الی اللہ کا کام نہیں کر رہا ہے؟ درسِ قرآن اور درسِ حدیث بھی دعوت الی اللہ کے کام ہیں، دعوت کے ہر طریقے کا الگ نام ہے، کسی کو درسِ قرآن کہتے ہیں، کسی کو درسِ حدیث، کسی کو تعلیم وتعلّم، کسی کو تصنیف وتالیف، کسی کو تربیت وتزکیہ، نام الگ الگ ہیں مگر کام سارے دعوت الی اللہ کے ہیں، ہوسکتا ہے کہ ان میں سے کسی کی اہمیت یا افادیت دوسرے سے زیادہ ہو، اسی طرح کوئی کمیت (quantity) کے اعتبار سے زیادہ مفید ہوگا تو کوئی کیفیت (quality) کے اعتبار سے، اور اہمیت، افادیت، کمیت اور کیفیت، ان سب کا حال صرف اللہ تعالیٰ جانتے ہیں، غرض یہ کہ یہ سارے کام دعوت الی اللہ ہیں۔

علماءِ کرام بھی دعوت الی اللہ کا فریضہ اپنے طریقے سے انجام دے رہے ہیں

ہماری مروّجہ تبلیغی جماعت کا جو طریقہ ہے کہ زندگی کے چار مہینے، سال کے چالیس دن، مہینے کے تین دن، ہفتے کے دوگشت وغیرہ، یہ بھی دعوت الی اللہ کا کام ہے، اسی طرح علماء بھی اپنے اپنے طریقوں سے دعوت الی اللہ کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں، ان کا اپنا ایک نظام ہے کہ منبر سے دین کی بات کہہ کر یا دروسِ حدیث اور دروسِ قرآن کے ذریعے بندوں کو اللہ تعالیٰ سے جوڑنے کی کوشش کرتے ہیں، وہ انفرادی طور پر مختلف شہروں اور ملکوں کے

دورے کرتے ہیں، ان کے مختلف ملکوں میں، شہروں میں، علاقوں میں، مسجدوں میں پروگرام ہوتے ہیں، یہ بھی دعوت الی اللہ اور تبلیغ ہے۔

مدارس میں مدرّسین کا کام بھی دعوت الی اللہ ہے

اسی طرح مدارس میں جو حضرات پڑھاتے ہیں، یہ سارے کے سارے دعوت الی اللہ کا کام کررہے ہیں، یہ تعلیم کی شکل میں بچوں کو سکھاتے ہیں کہ یہ جائز ہے، یہ ناجائز ہے، یہ کام کر سکتے ہیں، یہ نہیں کرسکتے، یہ حرام ہے اس لئے اس سے بچنا ہے، اگر یہ دعوت الی اللہ نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ یہ تبلیغ نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ یہ علم جو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھوڑ کر گئے تھے اُسے پہنچایا ہی تو جارہا ہے۔

ایک غلط فہمی اور اس کا ازالہ

اس مجمع میں علماءِ کرام کی بہت اچھی تعداد ہے اور اچھے مفتیانِ کرام بھی بیٹھے ہوئے ہیں، تفسیر، حدیث پڑھانے والے اساتذہ بھی موجود ہیں، ان سب کی موجودگی میں یہ بات کررہا ہوں، اور یہ ضرورت اس لئے پیش آئی کہ اس سلسلے میں بہت سے لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں، اس لئے اس بات کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ دعوت الی اللہ کے کئی طریقے ہیں، دعوت الی اللہ کی کئی شکلیں ہیں، ان میں سے جو شکل ہمیں suit (مناسب معلوم) ہوتی ہو اس شکل سے وابستہ ہوکر زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا چاہئے، اور دوسری شکلوں سے جو لوگ دعوت الی اللہ کا کام کررہے ہیں انہیں appreciate کرنا چاہئے، ان کی قدر کرنی چاہئے، انہیں compliment کرنی چاہئے، ان کو داد دینی چاہئے، ان کی حوصلہ افزائی کرنی چاہئے، ان کا تعاون کرنا چاہئے اور انہیں اپنا رفیق اور اپنے کام کے لئے معاون سمجھنا

چاہئے، دل میں یہ خیال لانا چاہئے کہ جس مقصد کو حاصل کرنے کی ہم کوشش کر رہے ہیں یہ لوگ بھی اسی کام میں لگے ہوئے ہیں، یعنی طریقہ الگ ہے لیکن مقصد ایک ہی ہے اور وہ ہے بندوں کو اللہ تعالیٰ سے جوڑنا۔

دعوت وتبلیغ کا وسیع مفہوم

اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں تبلیغ کا معنی یہی ہے کہ جو باتیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اُتاری گئی ہیں وہ باتیں یا ان میں سے کچھ باتیں ایک شخص دوسرے کو سکھا دے، بتلا دے، پہنچا دے، یہ ہے تبلیغ، اور اللہ تعالیٰ نے زندگی گزارنے کا جو طریقہ بھیجا ہے اس کی طرف لوگوں کو بلانا کہ ان باتوں پر عمل کرو، یہ ہے دعوت، چاہے وہ منبر پر بیٹھ کر کرے، چاہے وہ کسی classroom (درسگاہ) میں بیٹھ کر کرے، چاہے وہ تبلیغی جماعت کے ساتھ نکل کر کرے، چاہے وہ کسی park (سیرگاہ) میں دو چار آدمیوں کو جمع کر کے کرے، چاہے وہ train (ریل گاڑی) یا aeroplane (ہوائی جہاز) میں اپنے ہمسفر پڑوسی کو سمجھا کر کرے، یہ سب تبلیغ اور دعوت الی اللہ کے کام ہیں۔

دعوت وتبلیغ کے تین طریقے

دعوت وتبلیغ کا کام زبان سے بھی ہوتا ہے، تحریر سے بھی اور عمل کے ذریعے بھی، بہت سارے حضرات رسائل کی صورت میں دعوت وتبلیغ کا کام کرتے ہیں جیسا کہ ’’بیّنات‘‘ ہے، ’’البلاغ‘‘ ہے، ’’تعمیرِ حیات‘‘ ہے، ہمارے یہاں سے بھی ایک رسالہ ’’ریاض الجنۃ‘‘ کے نام سے شائع ہوتا ہے، اسی طرح کتابوں کو لکھنا، ان کو چھاپنا اور امت تک پہنچانا، یہ بھی دعوت وتبلیغ کا کام ہے، اس کے ذریعے سے لوگوں تک دین پہنچایا جاتا ہے اور ان سے کہا

جاتا ہے کہ جو کچھ اس رسالے میں یا اس کتاب میں لکھا ہے اس کی طرف آؤ۔

تبلیغ کا سب سے زیادہ مؤثر طریقہ عمل ہے

تو تبلیغ تقریر کے ذریعے بھی ہوتی ہے، تحریر کے ذریعے بھی اور عمل کے ذریعے بھی، لیکن دعوت وتبلیغ کا سب سے زیادہ مؤثر طریقہ عملی تبلیغ کا ہے، آپ bank (بینک) چلے گئے اور آپ نے cheque (چیک) cash (کیش) کرایا، آپ کو ملنا چاہئے تھا ڈیڑھ سو (۱۵۰) پاؤنڈ اور غلطی سے کام کرنے والے نے دوسو (۲۰۰) دے دیئے، آپ نے گھر آکر رقم گنی تو پتا چلا کہ دوسو (۲۰۰) ہیں، اب آپ واپس گئے اور کہا کہ میرا cheque (چیک) ڈیڑھ سو (۱۵۰) کا تھا، آپ نے غلطی سے دوسو (۲۰۰) دے دیئے ہیں اس لئے پچاس (۵۰) پاؤنڈ واپس کرنے آیا ہوں، یہ عملی تبلیغ ہوئی اور اصل تبلیغ یہی ہے۔

امت کے اکابر دعوت وتبلیغ جیسا اہم کام کیسے چھوڑ سکتے ہیں؟

بعض حضرات صرف ایک خاص طریقے ہی کو تبلیغ سمجھتے ہیں، اور اس کی وجہ سے بسا اوقات بڑے بڑے اکابر کے بارے میں بدگمانی میں مبتلا رہتے ہیں کہ انہوں نے دعوت و تبلیغ کے اہم فریضے کو چھوڑ رکھا ہے، اس غلط خیال کی وجہ سے اکابر کو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے، اگر ہماری سوچ اس سلسلے میں صحیح نہیں ہوگی تو ہم خود اپنا بہت بڑا دینی نقصان کررہے ہیں۔

دعوت وتبلیغ کی اہمیت کا کون انکار کرسکتا ہے؟ دعوت وتبلیغ کی اسی اہمیت کی وجہ سے میں کہہ رہا ہوں کہ امت کے علماء بالخصوص اکابر اس کام کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں؟ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ہم سوچ بھی کیسے سکتے ہیں کہ انہوں نے دعوت کا کام نہیں کیا

تھا؟ انہوں نے تبلیغ کا کام نہیں کیا تھا؟ شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ہم کیسے سوچ سکتے ہیں کہ انہوں نے دعوت کا کام نہیں کیا تھا؟ شیخ معین الدّین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ہم کیسے سوچ سکتے ہیں کہ انہوں نے دعوت کا کام نہیں کیا تھا؟ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے دعوت کا کام نہیں کیا تھا؟ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے دعوت کا کام نہیں کیا تھا؟ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے دعوت کا کام نہیں کیا تھا؟ یہ اور ایسے سینکڑوں افراد ہیں جن کے بارے میں ہم تصوّر بھی نہیں کر سکتے کہ انہوں نے دعوت وتبلیغ کا کام نہیں کیا ہوگا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم الشان تبلیغ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے دعوت کا کام نہیں کیا تھا؟ اسلامی ممالک کے ایک ہزار اسّی (۱۰۸۰) محدّثین[1] کی خدمت میں جا کر چھ لاکھ (۶۰۰۰۰۰) حدیثوں کو اکٹھا کیا۔[2] یہ آسان کام نہیں ہے، ان میں سے ایک لاکھ (۱۰۰۰۰۰) صحیح حدیثیں تھیں۔[3] ان ایک لاکھ (۱۰۰۰۰۰) صحیح حدیثوں میں سے تقریباً سات ہزار (۷۰۰۰) احادیث کو خوب چھان بین کے بعد امت تک پہنچایا۔[4] اپنی زندگی میں تیئیس (۲۳) سال تک آپ نے خود بخاری شریف پڑھائی اور اسے امت تک

---

[1] ھدی الساری، مقدّمة فتح الباری، ص: ۶۷۰

[2] ھدی الساری، مقدّمة فتح الباری، ص: ۶۸۳

[3] الکنز المتواری: ۱/۱۳۷

[4] ھدی الساری، مقدّمة فتح الباری، ص: ۶۵۴

پہنچائی[1]۔ کتنے آدمیوں تک؟ نوّے ہزار (۹۰۰۰۰) حضرات تک امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے براہِ راست بغیر کسی واسطے کے بخاری شریف پہنچائی۔[2] یہ کتنی بڑی تبلیغ ہے! بخاری شریف کے وجود میں آنے سے لے کر آج تک کسی شیخ الحدیث نے نوّے ہزار (۹۰۰۰۰) افراد کو بخاری شریف نہیں پڑھائی ہوگی، اللہ تعالیٰ نے ان کی دین کی خدمت میں اور علم کی تبلیغ میں اتنی برکت دی۔

دعوت وتبلیغ کے مختلف طریقے: اللہ کی رحمت کا مظہر

میرے بھائیو! امت کے جتنے افراد دوسروں تک دین پہنچانے میں لگے ہوئے ہیں، لوگوں کو دین سے جوڑنے میں لگے ہوئے ہیں، چاہے وہ تصنیف وتالیف کی لائن سے ہو یا ہماری مروّجہ دعوت وتبلیغ کی لائن سے ہو، یا مدارس کی لائن سے ہو یا خانقاہوں کی لائن سے ہو، ان سب کو اپنے camp (گروہ) کے لوگ سمجھو، یہ سب ہمارا ہی کام کر رہے ہیں اور ہمارے ہی کام میں لگے ہوئے ہیں۔

میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ اللہ جلّ جلالہ وعمّ نوالہ بڑے رحیم ہیں، مجھے جب blood pressure (بلڈ پریشر) ہوگیا تو ہمارے ڈاکٹر اشتیاق صاحب نے میرے لئے ایک دوا تجویز کی، اس کے چند دنوں کے بعد شدید کھانسی کی شکایت ہوگئی اور میں بہت پریشان ہو گیا، بالکل خشک کھانسی، سبق کیسے پڑھائیں؟ دین کی بات کیسے کریں؟ ڈاکٹر صاحب سے رابطہ کیا، انہوں نے کہا کہ یہ اسی دوا کا اثر ہے، میں سوچنے لگا کہ دوا لیتے ہیں تو بلڈ پریشر

---

[1] کشف الباری: ۱/۱۵۶،۱۵۷

[2] ھدی الساری، مقدّمة فتح الباری،ص:٦٨٦

کنٹرول میں رہتا ہے مگر کھانسی کنٹرول سے باہر ہوجاتی ہے، اگر دوا چھوڑیں گے تو کھانسی قابو میں آجائے گی مگر بلڈ پریشر قابو میں نہیں رہے گا، ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ فکر نہ کیجئے، آج شام دوسری دوا دوں گا، دیکھو اللہ تعالیٰ کتنے کریم ہیں، ہمیں شفا دینے کے لئے مختلف افراد کو (تحقیق) research میں لگا دیا جنہوں نے الگ الگ دوائیں بنائی، کوئی دوا مجھے موافق آتی ہے تو دوسری آپ کو، ہوسکتا ہے کہ جس دوا سے مجھے کھانسی ہورہی تھی وہ دوا آپ کے لئے بالکل ٹھیک ہو، اور جو مجھے موافق ہوگی وہ ہوسکتا ہے کہ آپ کے لئے موافق نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ ہماری طبیعتوں کو جانتے ہیں کہ کسی کو سموسے پسند ہیں تو کسی کو پکوڑے، کسی کو بریانی پسند ہے تو کسی کو روٹی سالن، کسی کو جُبّہ پسند ہے تو کسی کو کُرتہ، کسی کو یہ تو کسی کو وہ، اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ انسانوں کی طبیعتیں ایک جیسی نہیں ہیں، اگر دعوت الی اللہ کا ایک ہی rigid (سخت، غیر لچکدار) نظام ہوگا تو میرے بہت سارے بندے دین پر نہیں آسکیں گے، اس لئے اللہ جلَّ جلالہ وعمَّ نوالہ نے دعوت وتبلیغ کے طریقے کو کُھلا چھوڑ دیا، اور ہر دور میں ہر زمانے میں جیسے لوگ، جیسی طبیعتیں اور جیسا ماحول ویسا طریقہ اللہ جلَّ شانہ اُس زمانہ کے دین کی فکر رکھنے والوں کے سینوں پر القاء فرماتے ہیں اور وہ اس طریقے سے کام شروع کرتے ہیں اور امت کو بے دینی سے بچاتے ہیں اور اللہ تعالی سے جوڑتے ہیں، میرے بھائیو! یہ اللہ تعالی کا بہت بڑا کرم ہے کہ ہم سب الگ الگ طریقوں سے ایک ہی کام اور ایک ہی مقصد میں لگے ہوئے ہیں۔

ایک دوسرے کے کام سے خوشی محسوس ہونی چاہئے

اگر ہم نے دل سے اس حقیقت کو قبول کرلیا تو ہمیں ایک دوسرے کے کام کو دیکھ کر خوشی

محسوس ہوگی، اگر اکیڈمی والوں کو پتا چلے گا کہ فلاں مدرسے میں بھی جلسہ ہو رہا ہے تو کہیں گے کہ ہم جو کام کر رہے ہیں اسی کام کو وہ حضرات بھی کر رہے ہیں، الحمدللہ، اور جیسے اپنے لئے دعا کریں گے ان کے لے بھی کریں گے، پتا چلے گا کہ فلاں جگہ کوئی youth conference (نوجوانوں کی کانفرنس) ہو رہی ہے تو ہمیں خوشی ہوگی کہ ماشاء اللہ، بہت اچھا ہوا کہ جس مقصد کے لئے ہم کانفرنس کر رہے تھے یہ حضرات بھی اسی مقصد کے لئے کر رہے ہیں، بلکہ دل میں یہ تقاضا پیدا ہوگا کہ اللہ کرے کہ انگلینڈ کی ہر بستی اور ہر علاقے میں youth conference (نوجوانوں کی کانفرنس) ہو تا کہ پورے ملک کے youth (نوجوان) قابو میں آجائیں، جب پتا چلے گا کہ فلاں جگہ پر دعوت وتبلیغ کا اجتماع ہو رہا ہے تو خوشی ہوگی کہ الحمدللہ، چلو شاید ہمارا طریقہ کسی کو پسند نہ آئے، ہوسکتا ہے یہ طریقہ اس کے لئے کشش کا سبب بنے اور وہ فائدہ حاصل کرلے، پتا چلا کہ فلاں جگہ پر کوئی شیخ تزکیہ کا پروگرام کر رہے ہیں تو خوشی ہوگی کہ چلو بھائی، ہوسکتا ہے کہ کسی کو دعوت وتبلیغ سے اور ہماری کانفرس سے مناسبت نہ ہو تو وہ ان بزرگ کی صحبت میں رہ کر دین کے ساتھ وابستہ ہوجائے، پتا چلا کہ فلاں بزرگ آرہے ہیں، خوشی ہوگی، فلاں جگہ انگریزی میں بیان ہے، خوشی ہوگی، فلاں جگہ اردو میں بیان ہے، خوشی ہوگی کہ الحمدللہ بندوں کو اللہ تعالیٰ سے جوڑنے کے لئے چاروں طرف مختلف محنتیں ہو رہی ہیں۔

صحیح عقیدہ اور صحیح نظریہ کے تمام حاملین کو اپنا سمجھو

میرے بھائیو! دین کے جتنے کام ہو رہے ہیں ان کے بارے میں صرف یہ دیکھو کہ عقیدہ صحیح ہے یا نہیں؟ نظریہ صحیح ہے یا نہیں؟ اور کام شریعتِ مطہّرہ کے مطابق ہے یا نہیں؟

عقیدہ صحیح ،نظریہ صحیح اور کام شریعتِ مطہّرہ کی تعلیمات کے مطابق ہے تو چاہے کام ایک فرد کر رہا ہو یا جماعت، ادارہ کر رہا ہو یا مدرسہ، جو بھی ہو اس کو اپنا سمجھو، میرے بھائیو! جب اپنا سمجھیں گے تو لڑائی ختم ہوجائے گی، جھگڑے ختم ہوجائیں گے، اختلاف نہیں رہے گا بلکہ دل میں خوشی ہوگی، اور اخلاص کا معیار اور تھرمامیٹر (thermometer) بھی یہی ہے، اگر کسی کی دینی خدمت سے خوشی ہورہی ہے تو اخلاص ہے اور اگر تکلیف ہورہی ہے تو اپنے اخلاص کی خبر لینے کی ضرورت ہے۔

اسلامک دعوہ اکیڈمی کا قیام

۱۹۹۱ء میں اللہ تعالیٰ کی توفیق اور فضل سے اسلامک دعوہ اکیڈمی قائم ہوئی اور ایک نئے انداز سے اللہ تعالیٰ شانہ نے کام شروع کروایا، پورے ملک میں اس وقت اس کی مثال نہیں تھی، بلکہ میں یہ کہوں تو ان شاء اللہ غلط نہیں ہوگا کہ پوری دنیا میں اس کی مثال نہیں تھی، یہ طریقہ ہمیں کس نے بتایا؟ ہم نے کہاں جا کر دیکھا کہ کام اس طرح ہوگا؟ اللہ جلَّ جلالہ وعمَّ نوالہ کو علم تھا کہ اس وقت اس ملک میں آنے والی نسل کے دین کو بچانے کے لئے اس طریقے کی ضرورت ہے تو اللہ جلَّ جلالہ وعمَّ نوالہ نے ideas (منصوبہ بندی، تجاویز) ذہن میں ڈالیں، اس کے مطابق ہم نے بزرگوں کی دعائیں لے کر کام شروع کیا، ہمیں الحمدللہ کامیابی ہوئی، دوسرے علماء کرام کو بھی وہ کامیابی نظر آئی اور دھیرے دھیرے پورے ملک میں اور پھر دوسرے ممالک میں بھی نقل شروع ہوئی، جگہ جگہ annual youth conference (نوجوانوں کی سالانہ کانفرنس)، monthly (ماہانہ) پروگرام، لٹریچر کی تقسیم وغیرہ کام شروع ہوئے۔

کسی بھی کام میں اخلاص پہچاننے کا آسان طریقہ

اب ایک کام یہاں شروع ہوا، اس کے بعد کسی اور جگہ کے بارے میں جب پتا چلے کہ وہ بھی ہمارے جیسا کام شروع کررہے ہیں تو اگر ہمیں دل میں خوشی محسوس ہو تو سمجھنا چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے لئے کررہے ہیں اور اگر ہمیں تنگی محسوس ہو کہ دوسری اکیڈمی کیوں وجود میں آرہی ہے یا اور لوگ ہمارے جیسا کام کیوں کررہے ہیں تو یہ دلیل ہے اس بات کی کہ ہم اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں کررہے ہیں بلکہ اپنے لئے کررہے ہیں، یہ تو دوسرے شہروں کا کہہ رہا ہوں، لیسٹر کے اندر بھی اگر دوسری دس اکیڈمیاں کھل جاویں اور دل میں خوشی ہے تو سمجھنا چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے لئے کررہے ہیں، اور اگر ناراضگی ہو تو سمجھنا چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں، بلکہ اپنے لئے کررہے ہیں، اپنی شہرت کے لئے کررہے ہیں، اپنی واہ واہ کے لئے کررہے ہیں، اسی وجہ سے اور کسی کو ہم برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

حضرت مولانا ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک بہت مفید بات

حضرت مولانا ابرار الحق صاحب ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ مجلسِ دعوۃ الحق لیسٹر میں تشریف لائے ہوئے تھے، وہاں حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا علماءِ کرام میں پروگرام ہوا، حضرت نے وعظ ونصیحت کرتے ہوئے علماء سے ایک سوال پوچھا، فرمایا کہ فرض کرو کہ انڈیا کے کسی گاؤں میں کسی بھاری جسم والے شخص کا انتقال ہوگیا، جون جولائی کی گرمی ہے، قبرستان گاؤں سے کئی کیلومٹر کے فاصلے پر ہے اور جنازہ اٹھانے والے صرف چار آدمی ہیں، یہ چار حضرات جنازے کو اپنے کندھوں پر اٹھا کرلے جارہے ہیں کہ راستے میں ایک مسافر نظر آیا، اس نے اپنا سامان ایک جانب رکھا اور ان کے ساتھ شریک ہوگیا، حضرت نے یہ بات کہہ کر علماءِ کرام سے پوچھا

کہ ان چار آدمیوں کو اس پانچویں کے کندھا دینے سے خوشی ہوگی یا تکلیف؟ وہاں بیٹھے ہوئے سب علماء کرام نے کہا کہ خوشی ہوگی، حضرت نے فرمایا کہ یہ پانچوں تھوڑے آگے بڑھے تو ان کو ایک اور مسافر آتا ہوا نظر آیا، اس نے بھی اپنا بستہ ایک طرف رکھ دیا اور ان لوگوں کے ساتھ جنازے کو کندھا دینے میں شریک ہوگیا، اب یہ چھ ہوگئے، پہلے پانچ کو اس چھٹے کی شرکت پر خوشی ہوگی یا تکلیف؟ سب نے کہا کہ خوشی ہوگی، یہ چھ تھوڑا اور آگے بڑھے تو کچھ اور لوگ ملے اور جنازے کو کندھا دینے میں پہلے چھ کے ساتھ شریک ہوگئے، ان لوگوں کے شریک ہونے کی وجہ سے پہلے چھ کو تکلیف ہوگی یا خوشی؟ سب نے کہا کہ خوشی، اس پر حضرت مولانا ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس وقت ہم سب بھی دین کی ذمہ داری اپنے کندھوں پر اٹھا کر چل رہے ہیں، دین کی خدمت کر رہے ہیں، دین کی خدمت کی ذمہ داری ہم نے اپنے کندھوں پر لے رکھی ہے، جب یہ بات ہے تو ایک دوسرے کے کام کو دیکھ کر خوشی ہونی چاہئے اس لئے کہ ہم سب ایک ہی مقصد میں شریک ہیں اور ایک دوسرے کے معاون ہیں۔

شعبے الگ ہیں مگر فکر سب کی ایک

یہ جتنے شعبے اور جتنے کام ہیں ان سب کی ایک ہی فکر ہے کہ دنیا سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ختم ہو، اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری عام ہو، اللہ تعالیٰ کے بندے بداخلاقی اور بُرائیوں سے باز آجائیں، اچھے اخلاق والے بن جائیں، جو اللہ تعالیٰ سے دور ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے جڑ جائیں، اللہ والے بن جائیں، جو بے دین ہیں وہ دیندار ہوجائیں، ہر شعبے میں کام کرنے والوں کی یہی چاہت ہے، اب ظاہر ہے کہ کسی ایک فرد یا ایک ادارے کے لئے پوری امت

کی ذمہ داری اپنے کندھوں پر لے کر چلنا اگر ناممکن نہیں تو بہت مشکل ضرور ہے، پوری دنیا کے انسانوں تک دین پہنچ جائے اور وہ سب دین پر آ جائیں، یہ انتہائی مشکل کام ہے، ظاہر ہے کہ یہ کام کسی ایک شخص یا ایک جماعت یا انجمن کا نہیں ہے، اس لئے ہر فرد اور ہر جماعت کو دوسروں کی دینی کاوشوں سے خوشی ہونی چاہئے، میرے بھائیو! اگر اسلامک دعوہ اکیڈمی کو پتا چلے کہ مسجد الفلاح میں نوجوانوں کے لئے کوئی جلسہ ہورہا ہے یا دعوت وتبلیغ کا کوئی اجتماع مرکز میں ہورہا ہے تو خوشی ہونی چاہئے یا تکلیف؟ یقیناً خوشی ہونی چاہئے اس لئے کہ ہم جس بوجھ کو اٹھا کر چل رہے تھے اس بوجھ کو اٹھانے میں اور دو ادارے ہمارے ساتھ شریک ہو گئے۔

اخلاص کا تھرمامیٹر

حضرت مولانا ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بعد فرمایا کہ اگر خوشی کی کیفیت ہے تو سمجھو کہ آپ اللہ تعالیٰ کے لئے کام کر رہے ہیں، اور اگر تکلیف یا تنگی محسوس ہورہی ہے تو سمجھنا چاہئے کہ آپ اللہ کے لئے نہیں بلکہ اپنی ذات کے لئے کر رہے ہیں۔

میرے بھائیو! ہم جس کام کو کر رہے ہیں اگر وہی کام اور کوئی ادارہ یا اور کوئی جماعت کرے، مثال کے طور پر کسی مسجد میں کوئی دینی پروگرام ہورہا ہے اور ہمارے ذہن میں یہ خیال آئے کہ اس مسجد میں یہ پروگرام کیوں ہورہا ہے؟ تو سمجھ لینا چاہئے کہ نیت میں گڑبڑ ہے، یہ تکلیف اسی لئے ہورہی ہے کہ ہمیں یہ فکر ہے کہ ہماری وحدہ لاشریک لہ کی جو ایک حیثیت تھی کہ دین کا کام ہم ہی کر رہے ہیں وہ نہیں رہے گی، اب لوگوں کا ذہن دوسروں کی طرف بھی جائے گا کہ یہ لوگ بھی دین کا کام کر رہے ہیں، اب صرف ہمارا نام نہیں رہے گا،

صرف ہماری مقبولیت نہیں رہے گی، ہم تو یہ چاہتے تھے کہ ہمارا ہی سکّہ رہے کہ دین کا وجود، دین کی حفاظت، دین کی اشاعت ہم ہی لوگوں کے ذریعے ہورہی ہے، ظاہر ہے کہ یہ شیطانی اورنفسانی خیالات ہیں، اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائیں۔

دین کی خدمت کے مختلف شعبے

دین کی خدمت کے کئی شعبے ہیں، تصنیف وتالیف ایک شعبہ ہے، خانقاہ ایک شعبہ ہے، مساجد کا قیام اور انتظام ایک شعبہ ہے، مدارس ایک شعبہ ہے، ان کے علاوہ اور بھی شعبے ہیں، کچھ لوگ غیر مسلموں کو اسلام کی طرف بلاتے ہیں اور انہیں اسلام کی تعلیمات سمجھاتے ہیں، یہ بھی دعوت کا کام ہے اور بہت اونچا کام ہے، مروّجہ دعوت وتبلیغ بھی دین سے لوگوں کو جوڑنے کا ایک مؤثر طریقہ ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت جی مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قلب پر یہ طریقہ القا فرمایا اور الحمد للہ بہت مقبول ہوا۔

شیطان کی چال

ان سارے کاموں کو اللہ کی نصرت سے محروم کرنے کے لئے شیطان ہمیں آپس میں لڑا دیتا ہے، ایک دوسرے کے بارے میں بُرے خیالات پیدا کرتا ہے، شب وروز کی دین کی خدمت کے نتیجے میں جو جنت یقینی ہوتی جاتی ہے، شیطان ہمیں اس سے محروم کرنا چاہتا ہے، اس لئے وہ ہمارے دلوں میں دوسروں کے بارے میں ایک قسم کی نفرت پیدا کرتا ہے، حقارت پیدا کرتا ہے، بغض پیدا کرتا ہے اور پھر بدگمانیاں، غیبتیں، تہمتیں شروع ہوجاتی ہیں، جس کے نتیجے میں ہمارا کِیا کرایا سب برباد ہوجاتا ہے، میرے بھائیو! شیطان کب چاہتا ہے کہ ہم کامیاب ہوں؟

سارے شعبے ایک دوسرے کے رفیق ہوتے تو دنیا کا نقشہ کچھ اور ہی ہوتا

دین کے جتنے شعبے ہیں وہ سارے آپس میں ایک دوسرے کے لئے معاون بنتے تو کتنا اچھا ہوتا؟ ایک شعبے والے لوگوں پر اپنی لائن کی محنت کرتے اور کہتے کہ تم ہمارے پاس آیا کرو اس لئے کہ تمہاری فلاں دینی ضرورت ہمارے پاس پوری ہوگی، مگر تمہاری دوسری بھی دینی ضرورتیں ہیں، ان کے لئے فلاں جگہ اور فلاں جگہ جاؤ، اس طرح امت کے ہر فرد کو کتنا نفع ہوتا؟ ان کی دینی ترقی کتنی ہوتی؟ اور دین کتنا عام ہوتا؟ مگر شیطان ہمیں اتفاق اور محبت کے ساتھ کام نہیں کرنے دیتا، اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ اگر یہ آپس میں مل جُل کر کام کریں گے تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں جس طرح کامل مسلمان تیار ہوتے تھے اس وقت بھی ایسے افراد تیار ہونے لگیں گے، دین عام ہوگا اور دنیا سے گمراہی ختم ہوگی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام شعبوں کو لے کر چلے

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں الگ الگ شعبے نہیں تھے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکیلے، تنِ تنہا سارے شعبوں کو بیک وقت سنبھالے ہوئے تھے، اُس زمانے میں تقسیم نہیں تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تزکیہ کا کام بھی خود کر رہے تھے، کتاب اللہ اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم بھی خود دیتے تھے اور دعوت وتبلیغ کا کام بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود کرتے تھے، چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکیلے ہی سارے کاموں کو سنبھالے ہوئے تھے اس وجہ سے وہاں departments (شعبے) نہیں تھے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں یہ ability (صلاحیت) تھی کہ بیک وقت اکیلے سارے کاموں کو انجام دے سکیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں برکت بھی بہت تھی۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے زمانے میں آتے تو اکیلے تمام کاموں کو کرتے

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خطوط چھپے ہیں، ایک خط میں ایک صاحب نے استفسار کیا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے زمانے میں اگر تشریف لے آتے تو دین کا کونسا کام کرتے؟ خانقاہ کا کام کرتے، درس وتدریس کا کام کرتے، دعوت وتبلیغ کا کام کرتے یا تصنیف وتالیف کا کام کرتے؟ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جواب تحریر فرمایا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ پاک جامع تھی، ہمارے زمانے میں تشریف لے آتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیک وقت اکیلے تمام کاموں کو کر لیتے۔[1]

یہ الگ الگ departments (شعبوں) کی ضرورت ہی نہ پڑتی جیسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں ضرورت پیش نہیں آئی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ability (صلاحیت) تھی کہ اکیلے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام کاموں کو انجام دیتے تھے، الگ الگ departments (شعبے) بعد میں جا کر اس لئے بنے تاکہ ہر کام کو سنبھالا جا سکے، ہمارے پاس یہ ability (صلاحیت) نہیں ہے کہ ایک شخص یا چند افراد تمام کاموں کو سنبھال لیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جامع الکمالات تھے

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں یہ نہیں ہوتا تھا کہ تفسیر کی ضرورت پڑے تو ان مولوی صاحب کو پوچھو اور حدیث کی ضرورت پڑے تو فلاں شیخ الحدیث کو پوچھو اور کسی فقہی مسئلے کی ضرورت پڑے تو ان مفتی صاحب کے پاس جاؤ، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جامع الکمالات تھے، نبوی دور میں الگ الگ departments (شعبے) نہیں تھے، بعد میں جیسے جیسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

---

[1] مکتوباتِ تصوف: ۱/ ۷

زمانے سے دوری ہوتی چلی گئی تو لوگوں میں abilities (صلاحیتیں، استعدادیں) کم ہوتی چلی گئیں جس کی وجہ سے شعبے بنتے چلے گئے؛ محدّثین کی جماعت وجود میں آئی، فقہاء کی جماعت وجود میں آئی، مفسّرین کی جماعت وجود میں آئی، ائمۂ جرح وتعدیل کی جماعت وجود میں آئی، متکلمین کی جماعت وجود میں آئی، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تنِ تنہا سب شعبوں کو سنبھالے ہوئے تھے۔

تبلیغ سے شوق، علماء سے علم اور مشائخ سے کمال حاصل ہوتا ہے

میرے بھائیو! ان الگ الگ کاموں کو اجنبی مت سمجھو، دعوت، تبلیغ، تعلیم، تزکیہ، یہ سب کام ہمارے ہیں، ان کو جب ساتھ مل کر کریں گے تب جا کر کامل مسلمان وجود میں آئیں گے، دعوت وتبلیغ سے دین پر چلنے کا شوق بڑھے گا، علماء سے علم ملے گا اور مشائخ کی تربیت سے اس علم پر عمل کی توفیق نصیب ہوگی، حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ تبلیغ سے تشویق ہوتی ہے، علماء اور مدارس سے تعلیم ملتی ہے اور مشائخ اور خانقاہوں سے تکمیل ہوتی ہے۔[1]

تصنیف وتالیف بھی تبلیغِ دین کا اہم شعبہ ہے

تصنیف وتالیف بھی دین کی خدمت، دین کی تبلیغ، دین کی دعوت کا ایک اہم شعبہ ہے، نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانے ہی میں یہ شعبہ وجود میں آچکا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جانشین حضرت صدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی قرآنِ مجید کو تحریر کے ذریعہ ایک جگہ جمع کروایا، اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانے میں اس کی متعدد نقل بنوا کر پوری دنیا میں بھیجنے کا اہتمام فرمایا،

[1] ملفوظاتِ مسیح الامت، ص: ۲۹

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی باقاعدہ حدیث کے مجموعے تیار کئے، پھر تابعین نے بھی حدیث کی کُتُب لکھیں اور باقاعدہ احادیث کو جمع کیا، عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں تو باقاعدہ اس کی تدوین ہوئی جس کے بعد امت کے بڑے بڑے علماء کرام اس کام میں لگ گئے اور حدیث کی بڑی بڑی کتابیں وجود میں آئیں، اگر علماءِ کرام لکھنے کا کام نہ کرتے، تصنیف و تالیف کا کام نہ کرتے، تو آج کتب خانوں میں جو ہزاروں، لاکھوں کتابیں ہیں وہ کہاں سے آتیں؟ اگر یہ حضرات تصنیف و تالیف میں مشغول نہ رہتے تو امت تک علم کیسے پہنچتا؟ اور امت بغیر علم کے دین پر کیسے عمل کرتی؟

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن کریم کو لکھوانے کا باقاعدہ اہتمام فرمایا

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور دیگر وحی لکھنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بلاتے تھے اور نازل شدہ وحی کا املاء کرواتے تھے، قرآن کی ایسی کوئی آیت نہیں ہے جس کو لکھوایا نہ گیا ہو، لکھنے والے پھر اس وحی کو پڑھ کر سناتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سن کر تصدیق کرتے تھے یا ضرورت ہوتی تھی تو اصلاح فرماتے تھے، قرآن کی ایسی کوئی آیت نازل نہیں ہوئی جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یاد نہ تھی، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بہت بڑی تعداد نے بھی قرآن کو یاد کرنے کا اہتمام کیا تھا، مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف یاد نہیں کروایا، سب آیتوں کو لکھوانے کا بھی اہتمام فرمایا۔[1]

دورِ صدّیقی میں قرآنِ کریم کو لکھوانے کا اہتمام

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال کے وقت تقریباً دس ہزار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے سینوں میں

---

[1] المعجم الأوسط، باب من اسمه أحمد، ح (۱۹۱۳)، علوم القرآن، ص: ۱۷۷،۱۷۸

قرآن محفوظ تھا۔[1] جنگِ یمامہ میں سات سو (۷۰۰) حفاظ شہید ہو گئے۔[2] حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خطرہ محسوس ہوا کہ جنگیں تو ہوتی رہیں گی اور اگر حفاظ اسی طرح شہید ہوتے رہے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمام حفاظ شہید ہو جائیں اور قرآن باقی نہ رہے، انہوں نے اس خطرے کا اظہار حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے کیا اور ان پر زور ڈالا کہ قرآن کو تحریراً ایک جگہ جمع کر کے کم ازکم ایک نسخہ تیار کر لینا چاہئے تاکہ خدانخواستہ دنیا سے اگر سارے حفاظ اُٹھ بھی جائیں اور ایک بھی حافظ باقی نہ رہے تو قرآن تحریری شکل میں تو ہمارے پاس موجود رہے گا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اتفاق کے بعد قرآنِ کریم کو باقاعدہ تحریری شکل میں لانے کا کام شروع ہوا، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اس کام کا ذمہ دار بنایا گیا، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور اُن کے رفقاء کار حفاظ تھے اور ان کو پورا قرآن یاد تھا، لیکن ان پر قرآن کو ایک جگہ جمع کرنے کے سلسلہ میں چند شرائط مقرر کی گئیں، ان شرائط میں سے ایک یہ تھی کہ آپ حضرات قرآن کی ہر آیت کو verification (توثیق و تصدیق) کے بعد لکھیں گے، اور verification (توثیق وتصدیق) کے لئے ضروری ہے کہ وہ آیت کسی نہ کسی صحابی کے پاس اس طرح لکھی ہوئی ملے کہ اس نے براہِ راست اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سن کر اسے لکھا ہو، جہاں کئی ہزار حفاظ موجود تھے وہاں کچھ جیّد حفاظ کو بلا کر کہہ دیا جاتا کہ آپ حضرات قرآن کو ایک جگہ جمع کر لو اور اُس کی ایک copy (نقل) بنالو، مگر نہیں، حضرت صدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے دل میں یہ بات اللہ تعالیٰ نے ڈالی کہ ہر آیت کی verification (توثیق وتصدیق) ہونی چاہئے اور اس کے لئے یہ شرط ہے، کتنی سخت شرط ہے؟ اللہ کے نبی

---

[1] کشف الباری، کتاب فضائل القرآن، ص:۴۱

[2] تفسیر القرطبی: ۱/ ۵۰

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے چلے گئے ہیں اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی تعداد شہادت حاصل کر چکی ہے، اس کے باوجود یہ شرط کہ verification (توثیق وتصدیق) کے لئے کم از کم ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے پاس مذکورہ طریقے سے لکھا ہوا ملنا ضروری ہے اور اس پر دو گواہ بھی ہوں۔[1]

یہ حضرات ماشاء اللہ لکھتے چلے گئے، اور گواہوں کے ساتھ تصدیق بھی ملتی چلی گئی، بس دو آیتیں ایسی تھیں جو کسی کے پاس لکھی ہوئی نہیں ملیں:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ، فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۖ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ (التوبۃ:۱۲۸-۱۲۹)

یاد تو سب کو تھیں، مگر مقررہ شرط کے مطابق کسی صحابی کے پاس لکھی ہوئی نہیں مل رہی تھیں، تتبّع اور تلاش کے بعد یہ بھی حضرت ابوخزیمہ الانصاری رضی اللہ عنہ کے پاس مل گئیں اور کام مکمل ہوگیا، یہ نسخہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس محفوظ رہا، آپ کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس منتقل ہوا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو آپ کی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی تحویل میں آیا اور اُن کے پاس رہا۔[2]

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں قرآنِ کریم کے نسخے

حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ کا دور ختم ہوگیا جو تقریباً ڈھائی سال رہا، اس کے بعد دور آیا

---

[1] الإتقان في علوم القرآن، ص:۹۱

[2] صحیح البخاری، باب جمع القرآن، ح (۴۹۸۶)

حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کا جو تقریباً گیارہ (۱۱) سال رہا، تقریباً چودہ (۱۴) سال کے بعد دور آیا حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اسلامی مملکت بہت پھیل چکی تھی، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں اس میں مزید اضافہ ہوا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے قرآن کی وہ نقل مانگ کر حکم دیا کہ ان کی مزید copies (نقلیں) بنائی جائیں اور مملکت کے ہر علاقے میں ایک ایک نسخہ پہنچا دیا جائے۔[1]

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا دوسری مرتبہ انتخاب

یہ کام بھی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے سپرد ہوا، چونکہ حضرت صدّیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قرآنِ کریم کو جمع کرنے کا کام حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہی نے کیا تھا اس لئے آپ ہر آیت کی verification (توثیق وتصدیق) بھی کر چکے تھے، مگر حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے بھی حکم فرمایا کہ دوبارہ ہر آیت کی verification (توثیق وتصدیق) کرو، اور یہ شرط دوبارہ لگائی گئی کہ کسی نہ کسی کے پاس ہر آیت اس طرح لکھی ہوئی ملنی چاہئے کہ براہِ راست اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سن کر لکھی گئی ہو۔[2] ممکن تھا کہ اس مرتبہ کچھ حصہ اس طرح نہ ملتا اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کو کافی سال ہو چکے تھے اور اس مدت میں بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم دنیا سے رخصت ہو چکے تھے، مگر اللہ تعالیٰ نے عجیب طریقے سے اس کتاب کی حفاظت فرمائی، یہ شرط لگوائی اور پھر پوری کروائی، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ قرآنِ کریم کی آیتیں دوبارہ شرط کے مطابق جمع کرتے گئے اور لکھتے گئے، آیتیں ملتی گئیں، یعنی اتنے سالوں کے

---

[1] صحیح البخاری، باب قوله{لقد جاءكم رسول من أنفسكم عزيز عليه ما عنتم حريص عليكم بالمؤمنين رءوف رحيم}من الرأفة، ح(۴۹۸۷)

[2] علوم القرآن، ص:۱۹۱

بعد بھی شرط کے مطابق آیات ملتی گئیں، اس مرتبہ بھی ایک آیت مذکورہ طریقے سے نہیں ملی:

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَ مَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا

(الأحزاب: ۲۳)

تلاش اور جستجو کے بعد یہ آیت بھی ایک اور صحابی حضرت خزیمہ الانصاری رضی اللہ عنہ کے پاس مل گئی۔[1]

غیر مسلموں کا ایک اعتراض اور اس کا جواب

غیر مسلم یہاں پر ایک doubt (شبہ) پیدا کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ پہلی مرتبہ سورۂ توبہ کی دو آیتیں اور دوسری مرتبہ سورۂ احزاب کی ایک آیت ایک ایک آدمی کے پاس ملیں، معلوم ہوا کہ پورا قرآن سینوں میں محفوظ نہیں تھا، اگر صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی تعداد حفاظ کی ہوتی تو یہ آیتیں صرف ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے پاس کیوں ملتیں؟ آپ کو تفصیل سے معلوم ہو چکا ہے کہ یہ آیات بھی یاد تو سب کو تھیں، مگر مقررہ شرط کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے براہِ راست سن کر لکھی ہوئی کسی کے پاس نہیں ملیں، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں کہ ایک ایسی آیت نہیں مل رہی تھی جسے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تلاوت کرتے ہوئے سنا کرتا تھا، اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھے یاد تو تھی مگر لکھی ہوئی تلاش کر رہا تھا، یہ نہیں کہ ہم میں سے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کو بھی یاد نہیں تھی، سب کو یاد تھی، سب کہہ رہے تھے کہ یہ قرآن کا حصہ ہے مگر لکھی ہوئی نہیں مل رہی تھی، پہلی والی دو آیتیں ابوخزیمہ الانصاری رضی اللہ عنہ کے پاس

---

[1] صحیح البخاری، باب قوله {لقد جاءكم رسول من أنفسكم عزيز عليه ما عنتم حريص عليكم بالمؤمنين رءوف رحيم} من الرأفة، ح(۴۹۸۸)

ملیں اور یہ آیت حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کے پاس ملی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں تدوینِ حدیث کی ابتداء

اب آیا حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا دور، انہوں نے محسوس کیا کہ اب ہم اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے سے دور جا چکے ہیں، بڑے حضرات ایک ایک کر کے اٹھتے چلے جا رہے ہیں، کہیں احادیث ضائع نہ ہوجائیں، احادیث کی حفاظت کا کام اللہ تعالیٰ نے ان سے کروایا، آپ نے اپنے زمانے کے جو بڑے بڑے علماءِ کرام تھے ان کو پیغام بھیجا:

اُنْظُرُوْا حَدِیْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاكْتُبُوْهُ فَإِنِّيْ قَدْ خِفْتُ دُرُوْسَ الْعِلْمِ وَذَهَابَ أَهْلِهِ[1]

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث کو دیکھو اور تلاش کرو اور انہیں لکھ لو اس لئے کہ مجھے علم اور علم والوں کے مٹ جانے کا ڈر ہے۔

آپ نے علماء کو حکم کیا کہ حدیثوں کو با قاعدہ کتابی شکل میں لکھو، اس وقت تمہارے سینوں میں محفوظ ہیں، تمہاری اپنی notes (یادداشتیں) بھی ہیں، مگر یہ کافی نہیں، public (عوام) کے لئے با قاعدہ کتابی شکل میں available (دستیاب) کرو، کام شروع ہوا، ابن شہاب الزّہری، ابن حزم اور عامر بن شراحیل رحمۃ اللہ علیہم یہ تین حضرات سب سے پہلے ہیں جنہوں نے اس کام کی طرف قدم اٹھایا اور حدیث کو با قاعدہ مدوّن کیا۔[2]

---

[1] سنن الدارمی، المقدّمة، باب من رخّص في كتابة العلم، ح(۵۰۵)

[2] الدر المنضود: ۱/۱۵، ۱۶

تحریر کے ذریعہ دعوت وتبلیغ کا کام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے سے چل رہا ہے

تو دیکھئے کہ تحریر کے ذریعے بھی تبلیغ کا کام ہوا ہے، تبلیغ کا یہ طریقہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور سے شروع ہوا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے زمانے کے بادشاہوں کو خطوط لکھے اور انہیں اسلام کا پیغام پہنچایا اور اللہ کی طرف دعوت دی، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن کو بھی لکھا اور احادیث کو بھی، اگر یہ تحریری خدمت جسے آج کل ہم تصنیف وتالیف کہتے ہیں نہ ہوتی تو قرآن اور حدیث کا ذخیرہ ہم تک کیسے پہنچتا؟

میرے بھائیو! ان سب کاموں کو دعوت سے الگ مت سمجھو، یہ سارے کام بھی دعوت ہی ہیں، یہ سارے کام تبلیغ ہی ہیں، یہ الگ الگ شعبے اور الگ الگ طریقے ہیں، جب ایک شخص ان سب سے استفادہ کرتا ہے تب جا کر کامل مسلمان بنتا ہے۔

اختلاف پیدا کر کے شیطان ہماری محنت کو رائیگاں کرتا ہے

ہوتا یہ ہے کہ شیطان ان الگ الگ شعبوں میں کام کرنے والوں میں اختلاف پیدا کر دیتا ہے، خانقاہ والوں اور دعوت وتبلیغ والوں میں اختلاف پیدا کر دیتا ہے، مدارس والوں اور خانقاہ والوں میں اختلاف پیدا کر دیتا ہے، مدارس والوں اور تصنیف وتالیف والوں میں اختلاف پیدا کر دیتا ہے؛ یہ کام اصل ہے، وہ اصل نہیں، دین کا یہی کام ہے، باقی سب فضول یا کم سے کم مفضول، پھر شیطان اور زور لگاتا ہے اور ایک ہی شعبے کے لوگوں میں بھی جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں، پہلے تو ایک شعبے کے لوگ دوسرے شعبے والوں سے لڑتے ہیں، پھر ہر ایک شعبے میں بھی الگ الگ جماعتیں ہو جاتی ہیں، یہ کیوں ہوتا ہے؟ اس لئے ہوتا ہے کہ شیطان ہماری محنتوں کو رائیگاں کرنا چاہتا ہے، بے کار کرنا چاہتا ہے، کبھی ایک ہی مسجد میں تبلیغ

کے ساتھیوں کی دو جماعتیں ہوجاتی ہیں، کبھی ایک مدرسے میں دو فریق ہوجاتے ہیں، کبھی دو مدرسے آپس میں ٹکرا جاتے ہیں، کبھی دو خانقاہیں آپس میں ٹکرا جاتی ہیں، کبھی ایک ہی شیخ کے مرید آپس میں ٹکرا جاتے ہیں، اس طرح شیطان پھوٹ ڈالتا ہے جس کی وجہ سے کام میں برکت نہیں رہتی اور امت اور دین کو نقصان پہنچانے کے ساتھ ساتھ کام کرنے والے بھی سب کچھ کھودیتے ہیں۔

حضرت رائپوری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک عجیب ملفوظ

میرے بھائیو! بہت احتیاط کی ضرورت ہے، بہت بیدار اور چوکنا رہنے کی ضرورت ہے، اس لئے کہ ہم بہت نازک دور سے گزر رہے ہیں، ہم فتنوں کے دور سے گزر رہے ہیں، حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب آخری مرتبہ برطانیہ تشریف لائے تھے، اس وقت میں نے خود اپنے کانوں سے حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ حضرت رائپوری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات فرمائی تھی کہ امت پر ایک دور ایسا آنے والا ہے کہ وہ جگہیں جہاں امت فتنوں سے پناہ لینے جایا کرتی ہے وہ جگہیں فتنوں کے مراکز ہوجائیں گی۔

جب یہ بات سنی تھی تو بہت تعجب ہوا تھا اس لئے کہ اُس وقت کے حالات ابھی کے حالات سے بہت الگ تھے، مگر مان لیا تھا اس لئے کہ بڑے شخص کی بات تھی، اب اس بات کی روشنی میں ہمارے زمانے کو دیکھئے! پہلے آدمی جب گھر میں پریشان ہوتا تھا تو مسجد میں آتا تھا اور سکون پاتا تھا، اب بہت سی مسجدوں میں لوگ نماز پڑھ کر جلدی چلے جانے میں اپنی سلامتی سمجھتے ہیں، ڈرتے ہیں کہ کہیں لڑائی نہ ہوجائے، کہیں جھگڑا نہ ہوجائے، واقعی جو جگہیں فتنوں سے بچنے کی تھیں وہ آج فتنوں کی جگہیں بن گئیں؛ لڑائی، جھگڑے اور ایک دوسرے

کی مخالفت سب کچھ وہیں، بلکہ میں یوں کہوں تو غلط نہیں ہوگا کہ یہ جو فتنوں سے بچنے کی جگہیں تھیں وہاں کچھ لوگ فتنے کی غرض ہی سے آتے ہیں، باہر کوئی نہیں لڑتا، کسی کے انتقال پر سب جمع ہوتے ہیں وہاں کوئی لڑائی نہیں، شادی بیاہ میں جمع ہوتے ہیں وہاں کوئی لڑائی نہیں، لیکن مسجد میں لڑتے ہیں، اس قسم کے لوگوں کو اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ مسجد کا بھلا ہو یا بُرا، مسجد کا ماحول اچھا رہے یا بگڑے، نفس کی چاہت کی تکمیل ہونی چاہئے، چاہے اس کے لئے کسی کو بھی برباد کرنا پڑے، چاہے دین کو بھی برباد کرنا پڑے۔

دل کی صدا

میرے بھائیو! دین کے جتنے بھی شعبے ہیں، الگ الگ طریقوں سے دین کی خدمت کرنے والے جتنے لوگ ہیں، میں ان تمام سے ہاتھ جوڑ کر درخواست کرتا ہوں کہ شیطان کی کوششوں کو ناکام کرنے کے لئے آپس میں متفق ہوجاؤ، ایک دوسرے سے ہاتھ ملاؤ، ایک دوسرے کو سینے سے لگاؤ، سر جوڑ کر بیٹھو، ہر ایک کو اپنا سمجھو، ہر کام کو اپنا کام سمجھو، ہر کام سے اپنے دل میں خوشی محسوس کرو اس لئے کہ جس شعبے اور جس لائن سے بھی کام ہورہا ہے، وہ ہمارا ہی کام ہے، اس سے دین ہی کو فائدہ پہنچ رہا ہے اور وہ کام بندوں کو اللہ تعالیٰ ہی سے جوڑ رہا ہے۔

میرے عزیزو! اس وقت لوگ دین سے بہت دور ہیں، چاروں طرف سے فسق وفجور کی یلغار ہے، خدارا! غور وفکر سے کام لو اور اہلِ حق میں گروہ بندی اور افتراق وانتشار پیدا کرنے کے بجائے اجتماعیت کا اور سب کو جوڑ کر چلنے اور چلانے کا فیصلہ کرو، میرے بھائیو! اگر امت کی فکر ہے، دین کی فکر ہے، اس کی اشاعت کی اور تبلیغ کی چاہت ہے تو دل بڑا کر کے حوصلہ

بڑا رکھ کر دین کے ہر خادم کو بلکہ ادنیٰ کارکن کو اپنا سمجھ کر احترام و محبت کی نظر سے دیکھو، اس کے کام کو سراہو اور اس کی کامیابی اور ترقی کے لئے دعا کرو۔

حضرت جی مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ، خانقاہ اور تبلیغ تینوں کے جامع تھے

میرے بھائیو! میں کہا کرتا ہوں کہ اس میں اختلاف کی کون سی بات ہے؟ حضرت جی مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں تھوڑا سوچو! آپ ان کو بانیٔ تبلیغ بھی کہہ سکتے ہیں، اسی طرح آپ خانقاہ والے بھی تھے اس لئے کہ آپ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے اور حضرت کی خانقاہ میں تقریباً دس برس گزارے۔[۱] حضرت کے انتقال کے بعد حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی اصلاح کی تکمیل کرائی اور آپ کی نگرانی میں سلوک کے منازل طے کئے اور حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے آپ کو خلافت بھی ملی۔[۲] پھر پوری زندگی آپ نے لوگوں کو بیعت کیا اور لوگوں کو ذکر و شغل سکھایا، آپ لوگوں کی اصلاح بھی کرتے تھے اور اعتکاف بھی کرتے تھے، تو آپ بانیٔ تبلیغ بھی ہیں اور خانقاہ والے بھی ہیں، جہاں تک تعلیم و تعلّم کا تعلق ہے تو آپ نے خود مدرسے میں پڑھا اور پھر پڑھایا۔

آپ نے مدرسے میں پڑھا اور خانقاہ میں اصلاح کرائی، ظاہری علم ایک ہاتھ میں اور روحانی اور باطنی علم دوسرے ہاتھ میں، اب آپ تیار ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ سے تبلیغ کا ہمہ گیر کام لیا، ایک ہی شخص میں ہمیں تینوں چیزیں ملتی ہیں، آگے تصنیف و تالیف کا کام بھی

---

[۱] مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی دینی دعوت، ص: ۴۴

[۲] مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی دینی دعوت، ص: ۴۷

کیا، فضائل کی جو کتابیں ہیں ان میں سے بعض کو حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کے فرمانے پر لکھیں۔[۱] خود حضرت جی مولانا یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کتابیں تصنیف کی ہیں، طحاوی شریف کی شرح 'أَمَانِي الْأَحْبَارِ شَرْحُ مَعَانِي الْآثَارِ' اور 'حَيَاةُ الصَّحَابَةِ رضی اللہ عنہم'، یہ دونوں کتابیں اہلِ علم کے یہاں بہت مقبول ہیں۔

ایک بنو، نیک بنو اور شیر وشکر ہو جاؤ

عرض کرنے کا منشا یہ ہے کہ یہ باتیں شیطان کی طرف سے پیدا ہوتی ہیں، اور خواہ مخواہ یہ حدیں بن جاتی ہیں، آپس میں تفریق اور دوری ہو جاتی ہے، ہمیں ایک بن کر رہنا چاہئے، ایک بنو، نیک بنو اور شیر وشکر ہو جاؤ، اگر ہم ایک اور نیک بن کر رہیں گے تو ہمیں بھی بہت فائدہ ہوگا اور دین کی بھی ترقی ہوگی، شیطان کو قریب بھی نہیں آنے دینا چاہئے، ہمارے بڑوں کے یہاں یہ تفریق نہیں تھی۔

صرف عنوان الگ ہے

تو ایک بات یہ ذہن میں بٹھانی ہے کہ یہ جتنے الگ الگ شعبے ہیں یہ سارے ہی دین کے کام ہیں، اور ان میں جو مشغول ہیں وہ سب کے سب دعوت وتبلیغ کا کام کر رہے ہیں، کاموں کے عنوان الگ الگ ہیں، کوئی دعوت وتبلیغ کے عنوان سے، کوئی تعلیم، کوئی تزکیہ واصلاح اور کوئی تصنیف وتالیف کے عنوان سے کام کر رہا ہے، عنوان الگ الگ ہیں، مگر کام سب حفاظتِ دین کا کر رہے ہیں، دعوت الی اللہ کا کر رہے ہیں اور تبلیغِ دین کا کر رہے ہیں۔

یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ ایک ہسپتال (hospital) میں علاج کا کام ہو رہا ہے، صرف

---

[۱] آپ بیتی، ص: ۱۴۰۰، ایضاً: فضائلِ صدقات مع فضائلِ حج، فضائلِ حج، ص: ۷

ایک ڈاکٹر (doctor) سے کام نہیں چلے گا، الگ الگ بیماری کے الگ الگ ماہرین ہوتے ہیں، ساتھ ساتھ نرسوں (nurses) کی بھی ضرورت ہوتی ہے، امبولینس (ambulance) والے بھی ضروری ہوتے ہیں، یہ پورا عملہ مل کر مریض کی حفاظت کرتا ہے اور اس کی صحت کے لئے کوشش کرتا ہے۔

حضرت جی مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

اسی طرح دین کے لئے بھی صرف ایک مخصوص طبقے یا ایک مخصوص شعبے کا کام کافی نہیں ہے، اس میں تعلیم کی بھی ضرورت ہوتی ہے، تزکیہ کی بھی ضرورت ہوتی ہے، لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے جب لوگوں کو بلائیں گے اور لوگ لَبَّيْك کہہ کر اچھے مسلمان بننے کی کوشش کریں گے تو ان کی تعلیم اور تربیت کا انتظام کون کرے گا؟ ایک شخص آ گیا مسجد میں اب اسے علم کون سکھائے گا؟ ظاہر ہے علماءِ کرام کی ضرورت پڑے گی، علم کی ضرورت کی طرح باطن کی درستگی کی بھی ضرورت ہوگی، اس کے لئے کسی کامل شیخ سے وابستہ ہونا پڑے گا۔

حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہماری تحریک کا مقصد ہے مسلمانوں کو پورا دین سکھانا اور اس سے ان کو وابستہ کرنا، جماعتوں کا یہ چلنا پھرنا اس مقصد کے لئے ابتدائی ذریعہ ہے، یہ کلمہ اور نماز کی تلقین اس مقصد کی الف، باء، تاء ہے، ظاہر ہے کہ ہماری جماعتیں یہ پورا کام انجام نہیں دے سکتیں، یہ تو اتنا ہی کر سکتی ہیں کہ جگہ جگہ جا کر اپنی محنت اور کوشش سے غافل لوگوں میں بیداری پیدا کریں، ان کو مقامی علماء سے وابستہ کرنے کی کوشش کریں، علماء اور صلحاء کو بھی عوام کی اصلاح کی طرف متوجہ کرنے کی سعی کریں، عوام کو زیادہ

فائدہ مقامی علماء اور صلحاء سے استفادہ کرنے میں ہوگا۔[1]

علم والے اور خانقاہ والے تبلیغ میں نکلنے والوں کی ہمت افزائی کریں

اہلِ علم اور خانقاہ والے اگر اپنی مشغولی کی وجہ سے خود مروّجہ دعوت وتبلیغ میں حصہ نہیں لے سکتے تو انہیں چاہئے کہ دوسروں کو encourage (ہمت افزائی) کریں، جو کام میں لگے ہوئے ہیں ان کی بھی ہمت افزائی کریں اور ان کو شاباشی دیں، یہ سارے کام ہمارے ہیں، مل جُل کر ہم ہی کو ان سب کاموں کو انجام دینا ہے، ظاہر ہے کہ ایک شخص تو ان تمام کاموں کو نہیں انجام دے سکتا۔

علماء اور بزرگوں سے دعا کرائیں

میرے بھائیو! دعوت وتبلیغ میں علماء اور مشائخ کا بہت احترام سکھایا جاتا ہے، میں بھی جب جاتا تھا تو مجھے یاد ہے کہ جیسے ہی کسی بستی میں پہنچتے تھے تو وہاں مذاکرہ ہوتا تھا، پھر چند ساتھیوں کو مقرّر کیا جاتا تھا کہ وہ امام صاحب کے پاس جا کر ملاقات کریں اور ان سے کہیں کہ آپ کے علاقے میں جماعت آئی ہوئی ہے، ہم آپ سے دعاؤں کی درخواست کے لئے حاضر ہوئے ہیں، دعوت وتبلیغ میں یہ سکھایا جاتا ہے کہ جس علاقے میں آپ جاؤ وہاں کے علماءِ کرام سے ملاقات کرو، وہاں کے مشائخ سے ملاقات کرو اور ان سے دعائیں لو۔

میں تو صرف ملاقات اور زیارت کی غرض سے حاضر ہوا تھا

ایک مرتبہ حضرت مولانا احمد لاٹ صاحب دامت برکاتہم ہمارے یہاں اسلامک دعوہ

---

[1] ملفوظاتِ حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ، ص: ۴۹

اکیڈمی میں تشریف لائے، الحمد للہ ہمارے یہاں تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والے اکابر آتے ہیں اور سب شفقت فرماتے ہیں اور خوش بھی بہت ہوتے ہیں، جب مولانا تشریف لائے تو طلبہ اور اساتذہ سب ایک ہال میں جمع تھے، ہمارے لیسٹر کے دعوت وتبلیغ کے بھی کچھ ساتھی جمع ہو گئے تھے، ہال (hall) میں آگے کرسی رکھی ہوئی تھی، حضرت داخل ہوئے تو میری طرف دیکھا، چہرے پر سوالیہ نشان تھا، میں نے کہا کہ حضرت کچھ باتیں ارشاد فرمادیں، ہم طالبِ علموں کو کچھ نصیحتیں فرمائیں، اس پر حضرت مولانا نے فرمایا کہ میں تو صرف ملاقات اور زیارت کی نیت سے حاضر ہوا تھا، حضرت مولانا احمد لاٹ صاحب مجھ سے تو بہت بڑے ہیں، میں تو ان کی جوتی کی خاک کے برابر بھی نہیں، پھر بھی آپ یہ فرمارہے ہیں، اس کے بعد فرمایا کہ حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں یہ ہے کہ جہاں جاؤ وہاں کے علماء کی خدمت میں حاضری دو اور صرف دعا اور استفادے کی غرض سے، دوسری کوئی غرض نہ ہو۔ اور آگے فرمایا کہ ملفوظات میں ایک جگہ تو یہ ہے کہ علماء کی زیارت کو عبادت اعتقاد کرو۔

مدارس: دین کے قلعے

مدارس اور اہلِ علم کا یہ احترام اس لئے سکھایا جاتا ہے کہ یہ مدارس حفاظتِ دین کے مراکز ہیں اور یہ حضرات حفاظتِ دین کا کام کر رہے ہیں، اگر دین ہی محفوظ نہ رہے تو آگے اس کی اشاعت اور تبلیغ کیسے ہوگی؟ اس لئے مدرسے کو دین کا قلعہ کہا جاتا ہے، ایک شخص خانقاہ میں اپنے شیخ کے پاس جاتا ہے، عمل کا جذبہ لے کر آتا ہے، دعوت وتبلیغ میں چار مہینے لگا کر آتا ہے، عمل کا جذبہ لے کر آتا ہے، حج عمرہ کے لئے جاتا ہے، عمل کا جذبہ لے کر آتا ہے،

مگر ایسی جگہیں ہی نہ ہوں جہاں سے پتا چلے کہ کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا ہے تو اس جذبے کا کیا فائدہ؟ اس جذبے سے تب ہی فائدہ اٹھا سکے گا جب جائز اور ناجائز، اچھا اور بُرا، صحیح اور غلط، حلال اور حرام، نیکی اور بدی، مکروہِ تنزیہی اور مکروہِ تحریمی، سنت، مستحب اور نفل بتانے والے موجود ہوں، امت کے علماءِ کرام مدرسے کی چار دیواری میں بیٹھ کر یہی کام کرتے ہیں۔

عمل کا جذبہ بغیر علم کے اور علم بغیر جذبۂ عمل کے بے سود ہے

عمل کا جذبہ بڑھتا ہے لیکن اگر علم نہیں ہے تو عمل میں ترقی نہیں ہوگی، مثال کے طور پر ایک شخص میں نماز پڑھنے کا جذبہ بڑھا مگر علم صرف پانچ وقت کی نمازوں کا ہے تو وہ باقی اوقات میں نماز پڑھ کر فائدہ نہیں اٹھا سکے گا، لیکن عمل کے اس جذبے کے ساتھ اگر علم بھی بڑھے گا تو عمل بھی ضرور بڑھے گا؛ وہ فرض نمازوں کے علاوہ تہجد، اشراق، چاشت، اوّابین اور دوسرے نوافل کا بھی اہتمام کرے گا، میرے بھائیو! عمل کا جذبہ ہے مگر علم نہیں تو جذبہ صرف ابلتا رہے گا اور علم تو ہے مگر جذبہ نہیں تو علم بے سود ہوگا، لیکن عمل کا جذبہ بھی ہے اور علم بھی ہے تو عمل میں خوب ترقی ہوگی۔

دین کے تمام کاموں کا تعاون کرو

میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ تمام شعبے والوں کو ایک دوسرے کا تعاون کرنا چاہئے، دعوت کا معنیٰ ہے اللہ کی طرف بلانا، دین کی طرف بلانا، اس وقت ہم جو کام کر رہے ہیں وہ کیا ہے؟ آپ کو کیا سمجھا رہے ہیں؟ آپ کو دین سمجھا رہے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف اور دین کی طرف بلانا ہی تو ہے، جو بھی دین کی بات کہتا ہے؛ عالم، غیر عالم، دعوت وتبلیغ میں نکل کر، گھر رہ کر،

خانقاہ کی شکل میں، تدریس کی شکل میں، افتاء کی شکل میں، کتاب پڑھ کر، چاہے فضائلِ اعمال ہو یا دوسری کوئی کتاب، درسِ حدیث اور درسِ قرآن کی شکل میں، تزکیہ واصلاح کی مجالس کی شکل میں، تصنیف وتالیف کی شکل میں، magazines (رسالوں) اور لٹریچر کی شکل میں، کانفرنسوں، اجتماعات، اور سیمیناروں کی شکل میں، جس شکل میں بھی ہو، شرط یہ ہے کہ عقیدہ صحیح ہو اور فکر ونظر صحیح ہو، تو یہ دعوت الی اللہ ہی ہے اور تبلیغ ہی ہے، ان میں سے ہر ایک کے لئے دل میں اچھی تمنائیں رکھو اور جس طرح ہو سکے support (تعاون) کرو اور حصہ دار بنو۔

اللہ تعالیٰ شانہ مجھے آپ کو آخرت کی فکر نصیب کریں اور دین کی باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ أَجْمَعِيْنَ

اپنے رب کے راستے کی طرف لوگوں کو حکمت کے ساتھ اور خوش اسلوبی سے نصیحت کر کے دعوت دو۔ (النحل: ۱۲۵)

مأخذ ومراجع

شمار	کتاب	مصنف/مرتب	ناشر
١	كنز العمّال	العلّامة على المتقي الهندي	دار الكتب العلمية، بيروت
٢	حلية الأولياء	الحافظ أبو نعيم الأصفهاني	دار الفكر، بيروت
٣	هدى السّارى، مقدّمة فتح الباری	العلّامة ابن حجر العسقلاني	دار السلام، الرياض
٤	تذكرة الحفاظ	العلّامة الذهبي	دار إحياء التراث العربي، بيروت
٥	تهذيب التهذيب	العلّامة ابن حجر العسقلاني	دار الكتب العلمية، بيروت
٦	ميزان الإعتدال	العلّامة الذهبي	دار المعرفة، بيروت
٧	سير أعلام النبلاء	العلّامة الذهبي	مؤسسة الرسالة، بيروت
٨	طبقات الشافعية الكبرٰى	الشيخ تاج الدين السبكي	دار إحياء الكتب العربية، القاهرة
٩	طبقات المفسرين	الحافظ الدَّاوُوْدِي	دار الكتب العلمية، بيروت
١٠	شذرات الذهب	الشيخ عبد الحي بن أحمد العكرى الحنبلي	دار ابن كثير، دمشق
١١	الوافى بالوفيات	الشيخ صلاح الدين الصفدي	دار إحياء التراث، بيروت
١٢	حسن التقاضى فى سيرة الإمام أبى يوسف القاضى	الشيخ محمد زاهد الكوثري	المكتبة الأزهرية للتراث، القاهرة
١٣	مجموعة رسائل فى علوم الحديث	الإمام النّسائي والخطيب البغدادي	دار الخانى، الرياض
١٤	معالم إرشادية	الشيخ محمد عوّامة	دار المنهاج، جدة
١٥	آپ بیتی	حضرت شیخ مولانا محمد زکریا کاندھلوی	مکتبہ شیخ زکریا، سہارنپور
١٦	علماء احناف کے حیرت انگیز واقعات	مولانا عبدالقیوم حقانی	کتب خانہ حسینیہ، دیوبند
١٧	مجالسِ مفتیٔ اعظم	مفتی عبدالرؤوف سکھروی	ادارۃ المعارف، کراچی
١٨	ملفوظات حکیم الامت	حضرت مولانا اشرف علی تھانوی	ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان

ارشاداتِ اکابر

❁❁❁ مفتیٔ اعظم حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ ❁❁❁

’’ہماری دینی جماعتیں جو تعلیمِ دین یا ارشاد و تلقین یا دعوت و تبلیغ اور اصلاحِ معاشرے کے لئے قائم ہیں اور اپنی اپنی جگہ مفید خدمات بھی انجام دے رہی ہیں، ان میں بہت سے علماء و صلحاء اور مخلصین کام کر رہے ہیں، اگر یہی متّحد ہو کر تقسیمِ کار کے ذریعے دین میں پیدا ہونے والے تمام رخنوں کے انسداد کی فکر اور امکانی حد تک باہم تعاون کرنے لگیں اور اقامتِ دین کے مشترک مقصد کی خاطر ہر جماعت دوسری کو اپنا دست و بازو سمجھے اور دوسروں کے کام کی ایسی ہی قدر کریں جیسی اپنے کام کی کرتے ہیں، تو یہ مختلف جماعتیں اپنے اپنے نظام میں الگ رہتے ہوئے بھی اسلام کی ایک عظیم الشان طاقت بن سکتی ہیں اور تقسیمِ عمل کے ذریعے اکثر دینی ضرورتوں کو پورا کرسکتی ہیں۔‘‘[۱]

❁❁❁ مفکّرِ اسلام حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی الندوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ❁❁❁

’’اللہ کی طرف اور اس کے دین کی طرف لوگوں کو بلانا فرض ہے، انفرادی ہو یا اجتماعی، تقریر سے ہو یا تحریر سے، علانیہ ہو یا خلوت میں، اس میں کوئی شکل معیّن نہیں.... لہٰذا دعوتِ دین کا کام کرنے والے ہر فرد و جماعت کو اختیار ہے کہ وہ جس ماحول میں اپنے لئے جو طریقہ صحیح جانے وہ مقرّر کرے اور اپنی سعی و جہد کا جو طرز مناسب اور مفید سمجھے وہ اختیار کرے، اس میں کسی کو جائز اور ناجائز کہنے یا کوئی روک ٹوک لگانے کا حق حاصل نہیں ہے جب تک کہ اس میں کوئی ایسا عنصر شامل نہ ہو جائے جو شرعی طور پر منکر یا مقاصدِ دینیہ کے لئے مضر ہو۔‘‘[۲]

---

[۱] جواہرُ الفقہ، ج۱، ص ۴۱۶، رسالہ وحدتِ امت، از مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

[۲] خطباتِ علی میاں رحمۃ اللہ علیہ، ج ۵، ص ۴۴۲

❁❁❁ فقیہ الاُمّت حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ❁❁❁

’’عقائدِ حقّہ، اخلاقِ فاضلہ، اعمالِ صالحہ کی تحصیل فرض ہے اور حسبِ حیثیت اس کی تبلیغ و اشاعت بھی لازم ہے مگر تحصیل و تبلیغ کی کوئی معیّن و مشخّص صورت علی الاطلاق لازم نہیں کہ سب کو اس کا مکلّف قرار دیا جائے۔ مدارس، خانقاہوں، انجمنوں، کتابوں، رسالوں، اخباروں، مواعظ، مذاکرے، تقاریر، مجالس، تعلیمات، توجہات اور اس کے علاوہ بھی جو صورتیں مفید و معین ہوں، ان کو اختیار کیا جا سکتا ہے جب تک ان میں کوئی قبح و مفسدہ نہ ہو۔‘‘[۱]

❁❁❁ مبلّغِ عظیم حضرت مولانا سعید احمد خان صاحب مکّی رحمۃ اللہ علیہ ❁❁❁

’’دین کے تمام شعبے ایسے ہی ہیں جیسے انسان کے اعضاء و جوارح، آنکھ سے دیکھنے کا کام، زبان سے بولنے کا کام، ہاتھ سے پکڑنے، کانوں سے سننے، پیروں سے چلنے، دماغ سے سوچنے کا کام، یہ سارے کام انسان کے لئے ضروری ہیں۔ اگر ایک عضو میں بھی کمزوری ہوگی یا نقص ہوگا، تو اس سے تمام جسم کو تکلیف ہوگی، اور چیزوں سے استفادے میں نقصان ہوگا۔ ان سب اعضاء کی سخت ضرورت ہے۔ یہ سب اعضاء ایک دوسرے کے معاون ہیں، مقابل نہیں ہیں۔ اسی طرح سے اللہ کا ذکر اور علم، عبادت، خدمت اور معاملاتِ قضاۃ سب ایک دوسرے کے معاون ہیں، مقابل نہیں ہیں، معاون ہونے ہی کی وجہ سے دین مکمل ہوتا ہے، دعوت تو صرف ان تمام شعبوں کو دنیا میں پھیلانے اور عام کرنے ہی کے لئے ہے۔‘‘[۲]

---

[۱] فتاویٰ محمودیہ، ج ۵، ص ۳۹

[۲] تبلیغی کام کے اہم اصول، ص ۷، ۸

❁❁❁ داعئ کبیر حضرت مولانا عبید اللہ صاحب بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ ❁❁❁

’’اللہ جلّ جلالہ وعمّ نوالہ نے ہماری کامیابی کے لئے اور ہم سب کو ایمان دار بنانے کے لئے تین چیزیں اتاری ہیں۔ تعلیم، تبلیغ اور تزکیہ اور ان تین چیزوں میں تضاد نہیں ہے؛ بلکہ توأم (جڑواں) ہیں، بغیر ذکر کے علم پر عمل مشکل، بغیر علم کے ایمانی زندگی کا حاصل ہونا مشکل، بغیر تبلیغ کے ایمانی زندگی کا چلنا اور پھیلنا مشکل۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ تینوں ساتھ دی ہیں۔‘‘[1]

---

[1] غلو فی الدین بحوالہ مواعظِ عبیدیہ، ص ۳۴۰

مواعظ

حضرت مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم

متاعِ وقت کی قدر	محمد صلی اللہ علیہ وسلم : ایک عظیم نعمت
طالبِ علم کے مقاصد	ناموسِ رسالت اور وقت کی ضرورت
آدابِ حدیث	دین کے لئے علماء کی قربانیاں
عالمِ ربّانی کسے کہتے ہیں اور فضلاء کی خدمت میں	حصولِ علم کا مقصد اور اس کا طریقہ
مہمانانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کی خدمت میں	علماء کا آپس کا احترام
حسنِ ادب اور حسنِ معاشرت	عورت کا اصلی کمال